سلسلہ تالیفات قریشی بک ایجنسی لاہور نمبر ۲۰

خلافت صدیقی

یعنی

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات

چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لیے

محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ

سے

محمد حفیظ اللہ قریشی تاجر کتب و مالک قریشی بک ایجنسی لاہور

نے بہ اخذ حقوق دوامی سنہ ۱۳۴۳ ہجری میں شائع کیا

سلسلہ تالیفات قریشی بک ایجنسی لاہور نمبر ۲۰

خلافت صدیقی

یعنی

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے حالات

چھوٹی بچیوں اور مستورات کے لئے

مؤلفہ

محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ

جسے

محمد حفیظ اللہ قریشی تاجر کتب و مالک قریشی بک ایجنسی لاہور

نے بعد اخذ حقوق دوامی سنہ ۱۳۴۳ ہجری میں شائع کیا

قیمت ۸/ آنے

تاریخ مکہ معظمہ

معہ نقشہ مکہ معظمہ و غلاف مکہ معظمہ و سطحی نقشہ بیت اللہ شریف

اس کتاب میں مکہ معظمہ کی ابتدا سے آج تک کا مفصل [illegible] تاریخ [illegible]

[illegible]

تاریخ مدینہ منورہ

معہ فوٹو شہر مدینہ و مسجد نبوی و روضہ اطہر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

[illegible]

ملنے کا پتہ

محمد حفیظ اللہ قریشی تاجر کتب و مالک قریشی بک ایجنسی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلافت صدیقی

نمبر

عرض حال

میری مسلم بہنو! عزیز بھائیو! اور بزرگو!

کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ ہم مسلمان روز بروز کیوں تباہ حال ہو رہے ہیں؟ آج دنیا کے مسلمان عموماً اور مسلمانان ہندوستان خصوصاً طرح طرح کی مصیبتوں میں کیوں مبتلا ہیں؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ دیگر اقوام (جن کا دامن دولتِ توحید سے خالی ہے) میدان ترقی میں دوڑ لگا رہی ہیں!

اس کا سبب یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے بزرگوں کی قابل تقلید

سیرت بھلا بیٹھے ان کے نقشِ قدم پر چلنا تو بڑی بات ہے۔ آج ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ حضور خاتم النبیینؐ اور ان کے جانشین خلفائے راشدینؓ نے دنیا کی بھلائی اور بنی نوع انسان کی بہتری کے واسطے کیا کچھ کیا؟ ہم پردے میں بیٹھنے والیاں اور معصوم بچّے تو کس شمار میں! ہمارے وارث مرد بھی تاریخ اسلام سے ناواقف ہیں۔ پس ہماری پستی کا سبب یہی ہے۔

کچھ شک نہیں کہ ہماری تاریخ نہایت شاندار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مہذّب دنیا ہمارے بزرگوں کے کارنامے نہایت فخر سے دُہراتی اور دنیا کو سُناتی ہے۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم مسلمان تو اپنے بزرگوں کے حالات اور سیرت سے ناواقف ہوں اور غیر مسلم ان کا ذکر ادب و فخر سے کریں۔

اسلام نے مساوات و عدل کے ایسے ایسے لطیف نکتے دنیا کے روبرو پیش کیے۔ کہ مہذّب یورپ آج بھی انھیں دیکھ کر حیران بلکہ ان کا خوشہ چیں ہے۔ مغربی ممالک کی ترقی کا سنگِ بنیاد۔ بیشک و شبہہ۔ قرآنی تعلیم۔ نیز پیغمبرِ اسلام اور خلفائے راشدین کے طریقِ عمل پر رکھا گیا اور انھیں سنہری اصول پر چل کر اس غیر مسلم قوم نے آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے والی ترقی کی کہ اللہ کی سنّت اور قدرتی قانون یہی ہے!

اس کے بالمقابل ہم مسلمان۔ اپنی شاندار روایات بھول بیٹھے۔

ہم نے اپنے بزرگوں کے شاندار کارنامے دل سے بھلا دیئے۔ جس کی ہمیں سزا بھی سخت ملی کہ آج زوال کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ موجودہ تکلیفیں اور مصیبتیں ہماری شامت اعمال ہیں اور بس!

پیاری بہنو! میں نے ارادہ کیا ہے کہ خلفاء راشدینؓ کے مبارک حالات مختصراً آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ چنانچہ اس سنہری سلسلہ کی پہلی کڑی خلافت صدیقی کے نام سے آپ کے روبرو ہے۔ اس کے بعد دیگر خلفاء راشدینؓ اور بزرگان دینؒ کے کارنامے سلسلہ وار پیش کروں گی۔

اس تالیف کی غرض محض یہ ہے کہ مسلم بہنیں اور عزیز بچے بالخصوص اور نوجوان و عمر رسیدہ مسلمان بھائی بالعموم۔ ان اوراق کا مطالعہ کرکے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور اس طرح پھر اپنا عروج رفتہ واپس لائیں انشاءاللہ!

آج سرکاری۔ غیر سرکاری مسلم و غیر مسلم مدرسوں میں جو کچھ تعلیم دی جارہی ہے وہ ہمارے درد کا حقیقی علاج نہیں ہے۔ موجودہ نصاب مسلمانوں کی پستی دور کرکے انہیں اوج عروج کی چوٹی پر نہیں پہنچا سکتا۔ ہاں کیڑے کوڑوں کے حالات یا تیتر۔ ریچھ اور بندر کی کہانیاں مسلمانوں میں صحیح جوشِ عمل نہیں پیدا کر سکتے۔ بلکہ ان میں صحیح روحِ عمل اسلامی روایات اور بزرگانِ دین کے کارنامے ہی پیدا کر سکتے ہیں!

تعجب بلکہ افسوس ہے کہ اسلامی درس گاہیں بھی مذکورہ بالا ناقص تعلیم و نصاب پر قانع ہو گئیں۔ اور ان کے منتظمین نے بھی یہ نکتہ فراموش کر دیا کہ تعلیم اسلام نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے درد کا علاج صرف یہی نسخہ ہے۔

خیر! اب گزشتہ غلطیوں کا اعادہ نہیں بلکہ تلافی ہونی چاہیئے اس لیئے میں اپنے اُن مسلم بھائیوں اور بہنوں سے (جن کے ہاتھ میں اسلامیہ مدارس کا سیاہ و سفید ہے) امید کرتی ہوں کہ وہ میری یہ تالیفات اپنے مدرسوں کے نصاب میں شامل کر کے اپنا بھولا ہوا فرض ادا کریں گے۔

میں اس امید کے ساتھ جناب باری میں دُعا کرتی ہوں کہ بارالہا میری یہ ناچیز خدمت قبول فرما! اور میری مسلم بہنوں! فرزندوں اور بھائیوں اور ہم سب کو بزرگان دین اور حاملان شرع متین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت کر۔ آمین!

یکم جولائی ۱۹۲۹ء

اسلام اور مسلمانوں کی خادمہ
عزیز خاتون

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

گیارہ بجے کا عمل ہے۔ لاہور کے ایم۔بی زنانہ سکول کی لڑکیاں اپنی کتابیں اور بستے سنبھال کر چھٹی کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ گھر جانے کی خوشی کے خیال سے ان کے چہرے پھول کی طرح کھل گئے ہیں۔

نیک دل اور عمر رسیدہ استانی چھٹی جماعت کو سبق پڑھا کر ابھی کرسی پر بیٹھیں تو ایک لڑکی (جس کے چہرے سے ذہانت ٹپک رہی تھی) ادب سے استانی کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ استانی نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر سوال کیا کہ کیا کچھ کہنا ہے۔ کیا چاہتی ہو؟

کنیز فاطمہ۔ بیوی جی میں ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کیا اجازت ہے؟!

استانی۔ شوق سے ایک نہیں دس باتیں پوچھو۔ ہم تم سے بہت خوش ہیں۔ تم اپنا سبق خوب یاد کرتی ہو اور روزہ نماز کی بھی بڑی پابند ہو۔ اچھا پوچھو کیا پوچھتی ہو؟

کنیز فاطمہ۔ استانی جی! ہمارے محلّہ کی مسجد کی محراب والی دیوار پر ایک شعر نہایت خوشخط اور خوبصورت حروف میں لکھا ہے اور جو شاید ہر مسجد کی محراب پر لکھا ہوتا ہے۔

استانی کونسا شعر۔ کیا یاد نہیں؟

فاطمہ جی یاد کرتی ہوں۔ فارسی کا شعر ہے۔ ہاں یاد آگیا۔ سنیئے!

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

استانی۔ تو کیا تم اس شعر کا مطلب نہیں سمجھیں؟!

فاطمہ۔ استانی جی پہلے مصرعہ میں جن چار چیزوں کا ذکر ہے ان کے معنی تو جانتی ہوں لیکن دوسرے مصرعہ میں جو چار نام آئے ہیں مجھے ان کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ بزرگ ہمارے رسولؐ مقبول کے اصحاب اور دوست تھے۔ بس اس سے زیادہ ان کا حال نہیں جانتی! استانی صاحبہ کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں؟

استانی۔ تم نے بات بڑی اچھی سوچی ہے۔ یہ باتیں مسلم بچیوں اور بچوں بلکہ بڑی عمر کے مردوں اور بیبیوں کو بھی جاننا ضروری ہے مگر مشکل یہ ہے کہ یہ مدرسہ گویا سرکاری ہے اوّل تو ہمیں یہاں فرصت ہی کہاں! پھر فرصت ہو بھی تو یہ باتیں یہاں موزوں نہیں۔ البتہ ایک صورت ہے۔

فاطمہ۔ (بے صبری سے) تو فرمائیے کہ وہ کونسی صورت ہے مجھے بڑا ہی شوق ہے۔

استانی۔ بیٹی فاطمہ! میں تمھارا یہ شوق دیکھ کر بے حد خوش ہوں۔ ہاں تو صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تم کسی تعطیل کے دن ہمارے

مکان پر آجاؤ۔ پس ہم تمھیں ان بزرگوں کے حالات سے خبردار کر دیں گے اور تم جو سوال کرو گی ان کے جواب بھی دیں گے۔

فاطمہ۔ آپ کی رائے بہت خوب ہے۔ پرسوں اتوار ہے۔ میں جناب کے مکان پر حاضر ہو جاؤں گی۔

استانی۔ بہتر! لیکن زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے ساتھ اپنی کچھ سہیلیوں کو بھی لے آؤ۔ تاکہ وہ بھی صحابہ کرام کے مقدس حالات سے واقف ہو جائیں۔

فاطمہ۔ سچ مانیے استانی جی۔ آپ نے یہ بات میرے دل کی کہی۔ میرا دل بھی یہی چاہتا ہے۔ اچھا تو میں پرسوں کوئی نو بجے کے قریب اپنی سہیلیوں کو ساتھ لے کر حضور کے دولت خانہ پر حاضر ہو جاؤں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

استانی۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی تیار رہوں گی۔

یہ گفتگو مدرسہ کی اور مسلم طالبات نے بھی سنی اور ان کے دل میں بھی خلفاء راشدین کے حالات معلوم کرنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ انھوں نے کنیز فاطمہ سے اس بات کی درخواست کی اور اس نے خوشی سے مان لیا وہ تو چاہتی ہی یہی تھی۔

عین اس وقت مدرسے کے گھنٹے نے ٹھنا ٹھن بارہ بجا کر چھٹی کا اعلان کیا اور تمام لڑکیاں اپنے اپنے بستے بغل میں دبا دبا کر اپنے اپنے گھر چلی گئیں۔ کنیز فاطمہ اور اس کی سہیلیاں بھی اپنے اپنے مکان جا پہنچیں

کنیز فاطمہ کھانا کھانے کے بعد کوئی دو گھنٹے سوئی۔ پھر آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھ بیٹھی اور اس کے بعد وضو کر کے جمعہ کی نماز پڑھی اور دُعا مانگ کر جانماز سے اُٹھ بیٹھی۔ اب اس نے اپنی چند سہیلیوں کو اپنے مکان پر بلا بھیجا اور جب وہ آگئیں تو ان سے یہ گفتگو کی۔

کنیز فاطمہ۔ پیاری بہنو! کیا تم جانتی ہو کہ مسجدوں کی محرابوں پر عام طور پر جو چار نام موٹے موٹے حروف میں لکھے رہتے ہیں وہ کن کے ہیں۔ اور وہ بزرگ کون تھے۔

صفیہ۔ میں تو نہیں جانتی۔

صغریٰ۔ مجھے بھی خبر نہیں۔ شاید وہ بہت بڑے آدمی ہوں!

تقریباً تمام لڑکیوں نے بے خبری ظاہر کی۔

کنیز فاطمہ۔ بہنو! وہ چاروں بزرگ واقعی بہت بڑے آدمی تھے لیکن ان کے تمام حالات سے تمہاری طرح میں بھی بے خبر ہوں۔ اسلئے میں نے استانی جی سے وعدہ لیا ہے۔ وہ پرسوں اتوار کے دن ہمیں ان بزرگوں کے حالات سُنائیں گی۔ میں ان کے مکان پر جاؤں گی! مگر بہنو میری آرزو ہے کہ تم سب بھی چل کر اسلامی بزرگوں کے حالات سنو۔

سب۔ بے شک! بے شک ہم ضرور سنیں گی۔

کنیز فاطمہ۔ سب ڈولیوں کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا

زبیدہ - جزاک اللہ!

کنیز فاطمہ - آج جمعہ ہے - کل ہفتہ - پرسوں اتوار ہے - پس نو بجے سے پہلے پہلے استانی جی کے مکان پر پہنچ جانا - میں بھی ٹھیک وقت پر پہنچ جاؤں گی - انشاء اللہ -

سب - ہم سب بھی وقت پر پہنچ جائیں گی - انشاء اللہ

اس فیصلے کے بعد تمام لڑکیاں اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں -

کنیز فاطمہ کے دل میں شوق کی آگ بے طرح بھڑک اٹھی تھی - اسے ایک ایک گھڑی دوبھر ہو گئی تھی - اس نے درمیانی وقت بڑی مشکل سے گزارا - آخر خدا خدا کر کے ہفتے کی رات ختم ہوئی تو کنیز فاطمہ پانچ بجے بستر سے اٹھی - ضروریات سے نمٹ کر وضو کیا - پھر نماز پڑھی - اس کے بعد قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف ہوئی اور آٹھ بجے اس سے فارغ ہو گئی -

اسی وقت سے اس کی سہیلیوں کی آمد شروع ہو گئی بعض کو اسے بلوانا پڑا - بہرحال جب وہ سب جمع ہو گئیں تو ڈولیاں منگائی گئیں اور تمام لڑکیاں ایک کے بعد دوسری سوار ہو کر استانی کے مکان کی طرف روانہ ہوئیں -

جب یہ سب لڑکیاں استانی کے مکان پر پہنچیں تو ادھر سے کنیز فاطمہ کی ہم جماعت لڑکیاں بھی آ پہنچیں جنھیں دیکھ کر استانی نے بڑی خوشی ظاہر کی - انھیں اجلے فرش پر بٹھایا - اور پھر

شربت وغیرہ سے ان کی تواضع کی۔
اب استانی ایک قالین پر بیٹھ گئیں اور لڑکیاں ان کے سامنے اور دہنے بائیں۔ آخر کار استانی نے تقریر شروع کردی۔
استانی۔ پیاری لڑکیو! میں تمہارا یہ دینی شوق دیکھ کر بہت خوش ہوں! یہ مبارک فال ہے کہ تم نے اپنی چھٹی اور کھیل تفریح کا وقت اس نیک کام میں خرچ کرنے کا ارادہ کیا مجھے سب سے پہلے تم سے یہ کہنا ہے کہ اگر میں بھی محض کسی سرکاری مدرسہ میں پڑھتی تو اس وقت تمھیں صحابائے کرام کے حالات کچھ نہ بتا سکتی۔ کیونکہ خود ہی ان سے ناواقف ہوتی۔ لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے اپنے میکے نیز سسرال میں دینی کتابوں کے مطالعہ کا موقع ملا۔ میں نے اسلامی تاریخ خصوصاً خلفائے راشدین کے حالات کا مطالعہ خوب غور سے کیا۔ پس اسی کی بدولت میں آج تمھیں ان بزرگوں کے حالات بتانے کے قابل ہوں۔ یہ بات کچھ کم افسوسناک نہیں ہے کہ مدرسوں میں ایسی تعلیم کا انتظام نہیں ہے۔ اور تو اور اسلامیہ مدارس میں بھی اس کا معقول بندوبست نہیں ؟!
خیر اب میں اصل بات پر آتی ہوں۔ چونکہ یہ ناممکن ہے کہ چاروں خلفاءؓ کے حالات آج ہی بیان کیے جاسکیں۔ لہٰذا آج میں صرف خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے حالات تمھیں سناؤں گی۔
لڑکیاں۔ بہت خوب سنائیے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اوّل

استانی: بیٹیو! رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اول خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے حسب و نسب اور ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اس قابل تھے کہ یہ اعلیٰ منصب ان کے سپرد کیا جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کے خاندان بنی تمیم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ قریش کے دسوں قبیلے عرب بھر میں ممتاز سمجھے جاتے تھے جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ زمانہ جاہلیت (قبل اسلام) میں بھی خانہ کعبہ کے متولّی تھے۔

خاندانِ بنو تمیم زمانۂ جاہلیت میں دیوانی اور فوجداری مقدّمات کا فیصلہ کیا کرتا تھا۔ تاوان اور دیت کا محکمہ اسی کے سپرد تھا اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ قبیلہ دیانت دار تھا اور قوم کو اس کا ہر طرح اعتبار تھا۔

کنیز فاطمہ: کیا ان کا نام اسلام لانے سے پہلے بھی یہی تھا؟

استانی: نہیں! پہلے ان کا نام عبد الکعبہ تھا۔ بعد میں عبد اللہ ہوا۔ آپ کا لقب عتیق تھا مگر صدّیق زیادہ مشہور ہے۔ صدّیق کے معنی سچّا اور عتیق کے معنی وجیہہ اور آزاد وغیرہ ہیں!

صفیہ: اور آپ کے والد کا اسم مبارک کیا تھا؟ اور والدہ کا؟!

استانی۔ آپ کے والد کا نام ابی قحافہ بن عامر اور والدہ ماجدہ کا نام سلمٰی تھا جو صخر بن عمرو کی دختر اور قحافہ کی چچازاد بہن تھیں۔ ابی قحافہ کا اصل نام عثمان تھا۔ یہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور رسول کریمؐ نے آپ کا نام عثمانؓ رکھا۔ آپ ہجرت کے بعد مدینے آئے اور زمانۂ وفات ۱۴ھ تک وہیں رہے۔ ستانوے (۹۷) سال عمر پائی۔ فرزند کی خلافت کا زمانہ دیکھا۔

رقیہ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ایمان لائے؟

استانی: ہاں یہ سچ ہے۔

حسینہ۔ مگر میں نے تو سنا ہے کہ پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے تھے؟

سلطانہ۔ اور میری والدہ کل فرما رہی تھیں کہ سب سے پہلے رسول مقبولؐ کی پاک زوجہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے توحید کا اقرار کیا اور حضرت کو رسولؐ مانا۔

استانی۔ یہ سب کچھ سچ ہے۔ اب تم یہ سمجھ لو کہ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ جوانوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ داخل اسلام ہوئیں۔

کنیز فاطمہ۔ کیا حضرت ابو بکرؓ کے اسلام لانے سے پہلے زمانہ کا حال بھی کتابوں میں لکھا ہے؟

استانی۔ ہاں اور میں پہلے تمھیں وہی بتانا چاہتی ہوں تاکہ

حالات سلسلہ وار رہیں۔
سلطانہ۔ فرمائیے!
استانی: حضرت ابوبکرؓ مکہ معظمہ میں کپڑے کی تجارت کرتے اور خوش حال تھے۔ آپ اس وقت بھی حلیم۔ بامروت سخی۔ رحم دل اور پاک دامن تھے۔ آپ نے ان ایام میں بھی شراب نہیں پی۔ آپ نہایت راست باز تھے۔ اسلام لانے کے بعد اُن کی خوبیاں اور بھی چمک اٹھیں۔ جب ابتدا میں رسُول اللہ نے۔ اسلام حضرت ابوبکرؓ کے روبرو پیش کیا تو ان کے مذاق سلیم نے اسے فوراً قبول کرلیا۔ اسی واسطے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

میں نے جسے اسلام کی دعوت دی وہ اس میں تامّل کرتا رہا۔ مگر ابوبکرؓ نے فوراً قبول کرلیا"

اور یہ آپ کی بہت بڑی فضیلت اور بزرگی ہے!

ایک اور حدیث حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی فضیلت کا زبردست ثبوت ہے جس کا مضمون یہ ہے:۔

ابوبکر سے زیادہ افضل کوئی انسان (نبی کریمؐ کے سوا) ایسا نہیں ہوا جس پر سورج طلوع ہوا ہو یا غروب"

کنیز فاطمہ۔ غالباً اسلام لانے کے بعد انھوں نے رسُول اللہ اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ہوگی۔
استانی۔ بے شک! اور اب میں یہی بتانا چاہتی ہوں۔

رقیہ۔ فرمائیے!

استانی۔ حضرت ابوبکرؓ مسلمان ہونے کے زمانے سے لے کر وفات تک برابر دینی خدمات میں مصروف رہے۔ آپ نے آغاز ہی سے تبلیغ کا خیال رکھا۔ چنانچہ آپ ہی کی تبلیغ سے عثمانؓ غنی۔ زبیر عبدالرحمن بن عوف۔ طلحہؓ۔ سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ دولتِ اسلام سے مالا مال ہوئے۔

کنیز فاطمہ۔ کیا عربوں نے دینِ اسلام کی مخالفت کی؟

استانی۔ مخالفت نہیں سخت مخالفت کی۔ مکّہ کے مشرکوں نے الگ الگ اور کمیٹیاں بنا بنا کر رسول مقبولؐ۔ اُن کے اصحاب اور نومسلموں کو ہر رنگ میں ستایا۔ نبیؐ اللہ۔ اور اُن کی پاک تعلیم کی ہنسی اڑائی۔ تاکہ عرب اُن سے نفرت کریں۔ رسولؐ اور مسلمانوں کو تکلیفیں دے کر تبلیغ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ انھیں ڈرایا دھمکایا۔ نومسلموں کو خوب زدوکوب کیا۔ تاکہ وہ مرتد ہو جائیں اور دوسرے عرب اسلام نہ قبول کریں۔ ان مشرکوں نے رسولؐ اللہ پر کاہن۔ شاعر اور دیوانہ ہونے کے الزام لگائے (معاذ اللہ) مگر بالآخر خود ہی تردید کی۔ اس کے باوجود وہ رسولؐ کی راہ میں کانٹے بچھا بچھا کر اور دوسرے طریق سے انھیں ستاتے رہے۔

ایک روز نبیؐ اللہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص آیا اور اپنی چادر کو رسّی کی طرح بل دے کر آنحضرتؐ کی گردن

میں ڈالی اور اسے زور زور سے اینٹھنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ حضورؐ کا گلا گھٹنے لگا۔ خیر گزری کہ ایسے نازک وقت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ وہاں آپہنچے اور انھوں نے دشمن کو بڑی مشکل سے دفع کیا۔ لیکن اور بہت سے مشرک آگئے اور وہ سب کے سب حضرت ابو بکرؓ سے چمٹ گئے اور ان بے چاروں کو خوب ہی زدو کوب کیا۔

رقیہؓ۔ اُف! اُف! وہ لوگ بھی کیسے سنگدل تھے؟!

استانی۔ درندوں سے بدتر! خیر جب رسول اللہ سے مسلمانوں کی تکلیف نہ دیکھی گئی تو آپؐ نے اُن کو ہجرت کا حکم دیا۔ چنانچہ بارہ ۱۲ مرد اور چار عورتیں رات کی تاریکی میں چھپ کر حبشہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ پھر تراسی ۸۳ مردوں اور اٹھارہ ۱۸ عورتوں کا قافلہ حبش کو روانہ ہوا۔ اس کے سردار جعفر طیار۔ آنحضرتؐ کے چچیرے بھائی تھے۔ چونکہ اب مسلمانوں کی تعداد اور بھی کم ہو گئی۔ اس لیے مشرکین نے انھیں کم زور دیکھ کر اور بھی زیادہ ظلم کرنے شروع کر دیئے۔ اس درمیان میں مدینہ کے کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ اس لیے حضرتؐ نے چند مسلمانوں کو مدینے ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ اس روانگی کے بعد آنحضرتؐ کے پاس صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت علیؓ اور چند مسلمان رہ گئے یعنی کوئی زبردست مسلمان مکہ معظمہ میں نہیں رہا مشرک اس حال سے خبردار ہوئے تو انھوں نے حضورؐ کو شہید کر ڈالنے کا ارادہ کیا۔ فیصلہ ہوا کہ تمام مشہور قبیلوں کے سردار

مل کر رسالت مآب کو شہید کریں تاکہ انتقام نہ لیا جاسکے چنانچہ مشرک جوانوں نے رات کو حرم نبی کا محاصرہ کر لیا۔ تاکہ جب حضرت رسول اللہ صبح کو نماز کے واسطے باہر نکلیں تو اس وقت ان پر حملہ کرکے انھیں شہید کر دیا جائے۔

صفیہ۔ توبہ توبہ مکہ کے مشرک بھی کس قدر خونخوار اور دشمنِ حق تھے!

اُستانی۔ کچھ نہ پوچھو! مگر مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ چنانچہ آنحضرت کو بھی اس خونی سازش کی خبر ہوگئی۔ اور آپ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میری بجائے میرے بستر پہ سو جاؤ۔ اور خود سورۂ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے دشمنوں کے پاس سے نکل گئے۔ ان میں سے کسی کی بھی نگاہ آنحضرت پر نہیں پڑی۔ حتیٰ کہ حضور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکان پر جا پہنچے یہ واقعہ ۲۷ صفر ۱۳ نبوت۔ مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کا ہے۔ حضورؐ نے ہجرت کے واسطے فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی سفر کے واسطے کمر باندھنے لگے۔ رستے میں کھانے کے لیے ستو تھیلیوں میں بھر لیے۔ اب ان کا منہ باندھنے کو رسی نہیں ملتی تو ابو بکر صدیقؓ کی کم سن صاحبزادی اسماؓ اپنا کمر بند پھاڑ کر تھیلیوں کا منہ بند کرتی ہیں۔ اس پہ رسول اللہ انھیں ذات النطاقین کا خطاب عنایت کرتے ہیں۔ صدیقؓ از راہِ دور اندیشی اپنی تمام نقدی بھی

ساتھ لے لیتے ہیں اور اس کے بعد ہر دو اصحاب اندھیرے اندھیرے ہی مکہ کی آبادی سے باہر نکلتے ہیں۔ پانچ میل مسافت طے کرتے اور کوہ ثور کی چڑھائی چڑھتے ہیں تو جناب رسالت مآب کا پاؤں زخمی ہو جانے سے آگے قدم اٹھانا دشوار ہو جاتا ہے یہ دیکھ کر صدیق اکبر رسول اللہ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر غار ثور کے دہانہ تک لے جاتے ہیں۔ پھر حضرت کو باہر ٹھیرا کر صدیق غار کے اندر جا کر اسے خوب صاف کرتے ہیں اور اس کے سوراخ اور شگاف وغیرہ اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کرتے ہیں اس کے بعد حضرت کو اندر لا کر آرام سے لٹا دیتے ہیں۔

کنیز فاطمہ۔ اللہ اللہ حضرت ابوبکر صدیق نے کیسے نازک موقع پر آفتاب رسالت کی حفاظت اور خدمت کی!

رقیہ۔ اتنی ہی بات اُن کی فضیلت تسلیم کرانے کے واسطے کافی ہے۔

استانی۔ بے شک! حضرت ابوبکر غار کے اندر آنحضرت کی حفاظت سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوئے۔ ان کی آنکھ ایک لحظہ کو بھی نہیں جھپکی بلکہ ہمدردی کے آنسو بہاتی رہی۔ غار کا ایک سوراخ شاید بند کرنے سے رہ گیا تھا۔ ابوبکر نے یہ دیکھا تو اپنا پاؤں اس پر جما دیا۔ ایک سانپ نے سوراخ سے اُنکے پاؤں میں ڈس لیا جس کی وجہ سے سخت درد ہوا۔ مگر آپ ضبط کیئے رہے جنبش تک نہ کی۔ کیونکہ رسول کریم آپ کے زانو پر سر

رکھے سو رہے تھے تاہم شدّتِ درد سے آپ کے آنسو جو ٹپکے تو وہ حضور رسالت مآبؐ کے روئے مبارک پر پڑے جن سے آپ کی آنکھ کھل گئی وجہ معلوم ہوئی تو حضورؐ نے اپنے دہن مبارک کا لعاب زخم پر لگا دیا جس سے درد جاتا رہا۔ یہ واقعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی غیر معمولی وفاداری اور ایثار کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے جس کی نظیر دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔

اے سیّد! اے یارِ غار، اے صدیقؓ نامور۔ آپ حقیقت میں خوبیوں کے مجموعہ اور وفاداری کے مخزن ہیں۔ دوست بیشک یاروں کی خدمت کرتے ہیں لیکن آپ کی مانند کون دانستہ اژدہے کے منہ میں پاؤں ڈال دیتا ہے۔ ہاں یہ فضیلت صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔

کنیز فاطمہ۔ سبحان اللہ! کیسے بزرگ تھے حضرت ابو بکر صدیق! رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

استانی۔ رسولؐ اللہ نے غار کے اندر کئی روز قیام فرمایا اس اثناء میں مشرک انھیں تلاش کرتے رہے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ان دنوں حضرت ابو بکرؓ کی بیٹی اسما اندھیری رات میں آنحضرتؐ کے واسطے گھر سے کھانا لاتی رہیں اور صدیقؓ کے فرزند عبدؓ اللہ آکر ضروری خبریں بتا جایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کا چرواہا عامر بن فہیرہؓ (حضرت عائشہؓ کے بھائی کا

غلام) غارِ ثور پر بکریاں لاتا اور کافی دودھ دے جایا کرتا تھا۔ ریوڑ کے آنے جانے سے اسماء وغیرہ کے آنے جانے کے نقش قدم بھی مٹ جاتے تھے اور دشمن حضرتؐ کا سراغ نہ پا سکتے تھے۔

الغرض ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکرؓ اور ان کی خاندان نے رسول اللہ اور اسلام کی جان نثارانہ خدمت کی۔ جان و مال حاضر کر دیا۔ اسی لئے اس سعادت اور فضیلت میں کوئی فرد اور خاندان حضرت ابوبکرؓ کے برابر نہیں ہے!

رقیہ ۔ واقعی حضرت ابوبکرؓ نے اپنا مال اور اپنے عزیزوں کی جان تک حضور رسالت مآبؐ کے واسطے خطرے میں ڈال دی تھی۔ پھر اس سے بڑھ کر قربانی اور کیا ہو سکتی ہے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

استانی ۔ آخر کار حضرت رسولؐ کریم یکم ربیع الاوّل کو غار سے نکلے اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینے کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت صدیقؓ ہی نے دو اونٹ مہیا کیے تھے۔ ان کے سوا عامر بن فہیرہؓ اور عبداللہ بن اریقط نے حضرتؐ کی رفاقت کی ——— بیٹیو! یاد رکھو کہ حضرت ابوبکرؓ جب سے اسلام لائے، اس وقت سے لیکر رسولؐ اللہ کے وصال تک برابر خدمت اسلام کرتے رہے آپ کے پاس چالیس[۴۰] ہزار درہم تھے۔ ان میں سے پینتیس[۳۵] ہزار اسلام کی نذر کیے اور باقی قلیل رقم سے وفات تک اپنا گزارہ اور تجارت

کرتے رہے۔ آپ نے قیامِ غار میں جو خدمت کی وہ میں تمھیں مفصل بتا چکی ہوں۔ اس کے بعد بھی انھوں نے ہر موقع پر رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کی مدد کی حیثیت سے چھڑایا۔ ہر غزوہ میں شریک ہوئے اور رسولؐ اللہ سے ایک گھڑی کے واسطے بھی جدا نہیں رہے۔ غزوۂ بدر میں رسولؐ اللہ کے سامنے ننگی تلوار لیئے کھڑے رہے تاکہ دشمنوں کا حملہ بچائیں۔ جب کسی نے گستاخی کا ارادہ کیا صدیقؓ نے فوراً اسے دفع کیا۔

کنیز فاطمہ۔ حضرت ابوبکرؓ کی خدمات واقعی بے مثل ہیں جزاک اللہ استانی۔ آخر کار وہ وقت قریب آگیا کہ حضرت رسولؐ اللہ سفرِ آخرت اختیار کریں۔ حضور بسترِ علالت پر آرام فرمانے لگے۔ وفات سے تین دن پہلے اس قدر کمزور ہو گئے کہ نماز نہ پڑھا سکے اور حضرت ابوبکرؓ کو اپنی بجائے امام بنایا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر نماز ادا کی۔ اگلے روز آپ نے صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور آخر کار ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو حضورؐ اقدس نے رحلت فرمائی۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ حاضر نہ تھے بلکہ ایک ضروری کام سے اپنے گھر گئے ہوئے تھے۔ اس حادثہ کی اطلاع ہوئی تو فوراً تشریف لائے اور مسلمانوں کو سخت بے چین پایا۔ وہ لوگ اس خیال میں تھے کہ رسولؐ اللہ ہمیشہ دنیا ہی میں رہیں گے! حضرت عمرؓ کا بھی یہی خیال تھا۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے یہ رنگ دیکھ کر ایک مختصر مگر معنی خیز تقریر کی۔

فرمایا کہ :-

"محمدؐ کی عبادت کرنے والے سمجھ لیں کہ آپ نے بحکم خدائے تعالےٰ وفات پائی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندوں کو معلوم رہے کہ وہ حیّ و قیوم ہے اور ابد الآباد تک زندہ رہے گا۔"

اس کے بعد صدیقؓ نے ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے کہ

"محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ ان سے پہلے بھی خدا کے بہت سے رسولؐ گزر چکے ہیں۔ پس اگر یہ وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے؟"

مسلمان یہ سن کر وفات رسولؐ کے قائل ہو گئے۔ اور تجہیز و تکفین کا سامان کرنے لگے۔ عین اس وقت اطلاع ملی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر اپنے میں سے ایک شخص کو رسولؐ اللہ کا جانشین یعنی خلیفہ بنانے والے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ یہ خبر سن کر ادھر گئے۔ معلوم ہوا کہ سعد بن عبادہؓ کو خلیفہ بنایا جا رہا ہے۔ مگر مہاجرین نے انھیں روکا تو وہ خاموش ہو گئے۔ اس وقت حضرت صدیقؓ نے ایک تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انصار کی فضیلت میں کلام نہیں مگر خیال رہے کہ مہاجرین میں بڑی تعداد قریش کی ہے۔ جو دنیاوی ثروت اپنے حسب و نسب نیز قرابت رسولؐ اللہ کی وجہ سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی لئے میں آپ کو مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ یا تو

حضرت عمرؓ کو خلیفہ منتخب کیجیے یا ابو عبیدہؓ کو۔ یہ سن کر ایک انصاری بولے کیوں نہ ایک انصاری اور ایک مہاجر دو آدمی انتخاب کیے جائیں یہ بات بڑھنے لگی تو حضرت عمرؓ نے جلد فیصلہ ہو جانے کی غرض سے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ۔ آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے میں بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے فوراً بیعت کر لی۔ بشیر بن سعد انصاری نے اُن کی تقلید کی اور اس کے بعد تمام اصحابہ نے حضرت صدیقؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ اس موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو کچھ فرمایا وہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت خلافت کرتے ہوئے خوب بات کہی۔

کنیز فاطمہ۔ آپ نے کیا فرمایا؟

استانی۔ فرمایا کہ:۔

جب رسول اللہ نے حضرت صدیقؓ کو امامت کا حکم دیا تھا تو میں غیر حاضر نہ تھا اور نہ بیمار بلکہ موجود تھا اس لیے ہم پر فرض ہے کہ جسے حضور صلعم نے ہمارے دین کے لیئے پسند کیا ہم اسے دنیا کے واسطے بھی پسند کریں۔

الغرض اس طرح نا اتفاقی اور اختلاف بلکہ خانہ جنگی کا خاتمہ ہو گیا اور ایک بہت بڑا فتنہ اٹھتے اٹھتے رہ گیا۔ پس حضرت صدیقؓ نے اس وقت اسلام کی نہایت عظیم الشان خدمت انجام دی۔

سکینہ۔ انصار اور مہاجر سے کیا مراد ہے؟

۵۰۱۹ م

استانی۔ جو مسلمان مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ شریف آئے۔ وہ مہاجرین کہلائے اور مدینہ کے جن مسلمانوں نے مہاجرین اور رسول اللہ کی مدد کی وہ انصار کہلائے۔

سکینہ۔ خوب!

استانی۔ اب میں تمھیں بتاؤں گی کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد کیا کیا خدمت کی۔

کنیز فاطمہ۔ فرمائیے!

استانی۔ آپ کے اہم کارنامے۔ مرتدین کا کامیاب مقابلہ اور عراق و شام کی فتوحات ہیں جن کی تفصیل میں تمھیں سناتی ہوں

رقیہ۔ ارشاد کیجئے!

استانی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال فرماتے ہی عرب میں ایک فتنہ اٹھا۔ تمام قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور کئی لوگ جھوٹ موٹ نبوت کا دعوےٰ کر بیٹھے۔ چنانچہ مسیلمۃ الکذاب اور الاسدی (معاذ اللہ) نبی بن بیٹھے۔ بہت سے قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ اسے خراج سمجھ کر اس کی ادائیگی اپنی ہتک سمجھتے تھے۔

خلیفۂ اولؓ کو ایک اور مرحلہ درپیش آیا۔ حضور رسول اللہ نے وفات سے کچھ پہلے مجاہدین کا ایک لشکر شام کی طرف بھیجنے کے واسطے مرتب کیا تھا اور اس کے سردار نوجوان اسامہ بن زید تجویز

ہوئے تھے لشکر حضورؐ کی علالت اور پھر وفات کی وجہ سے نہ روانہ ہو سکا۔ مگر حضرت صدیقؓ نے خلیفہ ہوتے ہی ارادۂ نبویؐ کو پورا کرنا چاہا۔ مگر قبائل کے ارتداد کی وجہ سے بعض مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی۔ تاہم خلیفہ مستقل رہے اور فرمایا کہ ارادۂ نبوی کی تعمیل میرا فرض ہے۔ لشکر کی روانگی کا فیصلہ ہو گیا تو بعض صحابہؓ نے حضرت اسامہ کی سرداری پر اعتراض کر کے مطالبہ کیا کہ سن رسیدہ سردار دیا جائے۔ مگر حضرت صدیقؓ کی حکمت عملی نے یہ مرحلہ بھی نہایت خوش اسلوبی سے طے کر دیا۔

کنیز فاطمہ۔ کس طرح؟ آپ نے اس موقع پر کیا کیا؟ ذرا فرمائیے تو؟!

استانی۔ خلیفہ لشکر کی روانگی کے وقت موقع پر تشریف لے گئے تو اسامہ سے دور تک باتیں کرتے چلے گئے۔ اسامہؓ سوار تھے اور خلیفہؓ پیدل۔ نوجوان سپہ سالار نے اصرار کے ساتھ خود پیدل چلنے کی اجازت مانگی۔ مگر آپ نے انھیں اس سے باز رکھا اور فرمایا کہ مجھے بھی راہ خدا میں اپنے قدم گرد آلودہ کرنے کی سعادت حاصل کرنے دو! یہ دیکھ کر حسب و نسب پر فخر کرنے والے انصار کے خیالات بھی درست ہو گئے اور انھوں نے اس کے بعد اسامہ کی سپہ سالاری پر اعتراض نہیں کیا اور اس طرح آپ کی دانشمندی نے ایک مشکل حل کر دی۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے مجاہدین کی روانگی کے وقت جو ہدایات

سپہ سالار اور فوج کو فرمائیں ان میں سے بعض یہ ہیں :۔
"خیانت اور فریب سے کام نہ لینا۔ زیادتی نہ کرنا۔ ناک کسی کی نہ کاٹنا۔ لڑکوں۔ عورتوں اور بوڑھوں کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ کھیتوں اور باغوں کو نہ اجاڑنا۔ نہ کہیں آگ لگانا عبادت گاہوں اور عبادت گزاروں سے کچھ نہ کہنا جانور بے ضرورت ہلاک نہ کرنا اور سنت رسول اللہ کی پیروی اپنا فرض سمجھنا"

آج بہت سی قومیں دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ خونریزی کے خلاف اور انسانی حقوق کی محافظ ہیں لیکن ان کی تاریخ ماضی وحال صدیقی روایات سے خالی ہیں۔ بلکہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ شائستہ یورپین قومیں آج بھی غیر مسلح آبادی پر ہتھیار چلاتیں۔ ہوائی جہازوں سے بم گراتیں اور بچوں۔ عورتوں اور بوڑھوں کا بھی خیال نہیں کرتیں۔

رقیہ ۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ دعوے ایسے ایسے اور عمل خاک نہیں

کنیز فاطمہ ۔ بڑے دعووں سے ہوتا کیا ہے۔ دنیا کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔

سکینہ ۔ ہاں تو استانی جی ! شام کو لشکر بھیجنے کا نتیجہ کیا نکلا ؟

استانی ۔ مجاہدین فتوحات حاصل کرکے چالیس روز بعد واپس آئے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ستر روز بعد آئے۔ بہرحال وہ کامیاب واپس ہوئے۔ چنانچہ کثیر مال غنیمت ساتھ لائے۔

صفدرہ ۔ استانی جی! آپ نے فرمایا تھا کہ عربی قبیلے مرتد ہو گئے تھے تو کیا انھوں نے اسلام چھوڑ دیا تھا؟!

استانی: نہیں انھوں نے صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اس لیے مرتد سمجھے گئے اور اس لفظ کے صحیح معنی یہی ہیں۔

کنیز فاطمہ: مگر آج کل بہت سے امیر مسلمان زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو کیا وہ بھی مرتد ہیں؟ استانی جی!

استانی: یہ تو بالکل صاف بات ہے ۔ قرآن ۔ حدیث اور خلیفۂ اول کا فیصلہ ناطق ہے! خدائے تعالیٰ ہندوستانی مسلمان امیروں کو نیک توفیق دے کہ وہ اپنا بھولا ہوا فرض ادا کریں!

سب لڑکیاں ۔ آمین!

رقیہ ۔ اچھا تو مرتدوں کا کیا حشر ہوا؟

استانی ۔ حضرت صدیقِ اکبرؓ نے مرتدوں کو راہ راست پر لانے کے واسطے بہت بڑی فوج جمع کی ۔ چنانچہ اسے گیارہ حصوں میں تقسیم کیا اور گیارہ سردار مختلف اطراف کو مرتدین کے مقابلہ میں بھیجے۔ اس وقت بعض مسلمان کہتے تھے کہ زکوٰۃ پر زیادہ زور نہ دیا جائے! مگر خلیفہ نے فرمایا ۔ یہ ضروری فرض ہے ۔ الغرض مرتدوں سے جنگ شروع ہوئی ۔ بہت سے مسلمان اور مرتدین میدان میں کام آئے لیکن مسلمان ہر جگہ کامیاب ہوئے اور ان کے دشمن مغلوب حتیٰ کہ جھوٹے نبی بھی مارے گئے ۔ اور باقی مرتدوں نے زکوٰۃ ادا کرنے کا

اقرار کیا۔ اور یہ ایک بڑا کام تھا جو حضرت صدیقِ اکبرؓ کے ہاتھوں پورا ہوا

سب لڑکیاں۔ بے شک! بے شک! خدائے تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے!

استانی۔ جب اس فتنہ کا دروازہ بند ہو گیا تو مثنیٰ بن حارث نے خلیفہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنی قوم کا لشکر لے کر عراق پر حملہ کروں۔ مگر خلیفہ نے اس قدر کافی نہ سمجھ کر بڑا لشکر جمع کرنے کا فیصلہ کیا اور سرِ لشکر مشہور سپہ سالار خالد ابن ولید کو بنایا۔ یہ لشکر روانہ ہوا تو اس نے پہلے ایلہ فتح کیا اور پھر خریبہ پر جا پڑا۔ جہاں سے بے شمار اسلحہ ہاتھ آئے جو شاہِ ایران کسرے نے یہاں کے چند مکانوں میں عربوں کو مرعوب کرنے کے واسطے چھپا دیئے تھے۔ اب مجاہدین دریائے فرات کے کنارے کنارے یلغار کرتے ہوئے آلیس تک جا پہنچے۔ مگر وہاں کے رئیسوں نے مال دے کر صلح اور دوستی کر لی۔ اب لشکر حیرہ جا پہنچا اور وہاں کے سرداروں نے بھی رقم کثیر دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد مجاہدین بابل کی طرف بڑھے اور وہاں زبردست معرکہ ہوا مگر فتح مجاہدین اسلام ہی کو ہوئی اور اس طرح تمام عراق عرب مسلمانوں کے ماتحت ہو گیا۔ یاد رہے کہ یہ پہلی فتح تھی جو مسلمانوں نے عرب سے باہر حاصل کی اور اس کا سہرا خلیفہ اوّلؓ ہی کے سر ہے۔

کنیز فاطمہ۔ بے شک! خدائے تعالیٰ صدیقِ اکبرؓ کو جزائے خیر دے!

استانی ۔ اس وقت خلیفہ کی توجہ ایک آیت شریفہ پر مبذول ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ :-

"جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک کام کریں گے خدا اُن سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ انھیں زمین پر بادشاہ بنا دیگا"

خلیفہ نے خیال کیا کہ شام میں تبلیغ کا بھی اچھا میدان ہے اس وقت وہاں عیسائی بادشاہ کی حکومت تھی مگر بدانتظامی ۔ فساد پھیلے ہوئے اور رعایا پر ظلم ہو رہے تھے ۔ اس لیئے خلیفہ نے اُدھر مجاہدین کا لشکر بھیجنا ضروری سمجھا ۔ چنانچہ آپ نے صفر ۱۳ھ میں عمرو بن العاصؓ کو کافی فوج دے کر فلسطین روانہ کیا ۔ پھر دوسرا علم شرجیلؓ کو عنایت کیا اور اُن کی فوج نے اردن کی طرف کوچ کیا ۔ اسی طرح دمشق اور حمص کو بھی فوجیں بھیجی گئیں ۔ ہر طرف تین تین ہزار مجاہدین روانہ ہوئے لیکن دانشمند خلیفہ نے اسی تعداد کی فوجیں ہر جگہ مدد اور کمک کے واسطے بھی بھیجیں ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی ہی مدت میں الجزائر ۔ آرمینیا اور ایشیائے کوچک اسلامی جھنڈے کے نیچے آ گئے ۔ روم کے دارالخلافہ کے قریب ہرقل کی ڈیڑھ لاکھ فوج سے مقابلہ ہوا ۔ خلیفہؓ نے یہ معلوم کر کے خالد ابن ولیدؓ کو عراق سے اُدھر بھیجا ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی ۔ آخر تمام فوج نے اپنا سپہ سالار حضرت خالدؓ ہی کو بنا لیا اور معرکہ شروع ہو گیا ۔ چنانچہ یرموک میں نہایت زبردست مقابلہ ہوا ۔ مسلمان نہایت دلیری اور جانبازی

سے لڑے۔ ان میں سے تین ہزار شہید یا مجروح ہوئے۔ تاہم دشمن کو شکست فاش دی اور شام میں مسلمانوں کی زبردست حکومت قائم ہو گئی۔ عیسائی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ وہاں کی رعایا مسلمانوں سے بہت خوش ہوئی۔

یاد رہے کہ اس جنگ میں مسلم خاتونوں نے بھی حصہ لیا جو زخمی مجاہدین کی تیمارداری کرتی تھیں۔ ایک بار جب حملہ کے زور سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ وہ بھاگنے والے ہیں تو یہ دیکھ کر ان عورتوں نے خیموں کی چوبیں اکھاڑ اکھاڑ کر ان کے ماری شروع کیں اور انھیں جوش دلا کر مرنے مارنے پر آمادہ کر دیا۔ ان میں سے بعض نے تو اپنے جوان فرزندوں کی شہادت کی پروا نہ کر کے ان کی بجائے اپنے شوہروں کو بھیجا! دیکھو اس زمانہ کی عورتیں جس قدر بہادر تھیں آج کل کے مسلم مرد بھی اس قدر دلیر نہیں خصوصاً ہندوستان کے مسلمان!

کنیز فاطمہ ۔ اللہ اللہ وہ کیسا مبارک زمانہ تھا۔

استانی ۔ بچیو! تم نے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کس طرح عرب کی بغاوت فرو کی اور پھر عراق اور شام فتح کیے اور اس طرح اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت بڑھائی۔

رقیہ ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ!

استانی ۔ لیکن جمع قرآن کی خدمت بھی بہت بڑی خدمت تھی جو

حضرت صدیقؓ اکبر نے انجام دی۔ ابتدا میں قرآن شریف لوگوں کو زبانی یاد تھا۔ مگر جنگِ یمامہ میں بہت سے حافظ اور قاری شہید ہو گئے۔ تو حضرت عمرؓ نے خلیفہ سے فرمایا کہ قرآن جمع و مرتب کر کے تحریر کرایا جائے۔ اوّل صدیقؓ اکبر کو اس میں تامّل ہوا۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو کام نبیؐ اللہ نے نہیں کیا وہ میں کیوں کروں؟ لیکن آخر کار آمادہ ہو گئے اور بڑی تحقیق و تلاش سے قرآن کریم مرتب کرایا اور پھر کتابی صورت میں تحریر کرایا۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ کام رسولؐ پاک کی حیات مقدس میں ہی ہو چکا تھا۔ یہ تحریری قرآن شریف اول خلیفہؓ کے پاس رہا۔ پھر خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے پاس اور اس کے بعد حفصہ بنت عمرؓ کے پاس۔ پھر اسی کی نقلیں ہو کر دنیا میں پھیلیں۔

کنیز فاطمہ۔ جمع قرآن کا کام واقعی بہت بڑا کام تھا اور نہایت ضروری۔

استانی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اکبر خلیفۂ اول میں بے شمار خوبیاں تھیں اور انھوں نے اسلام۔ رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کی بےنظیر خدمات انجام دیں جیسا کہ میں نے تمھیں بتایا۔ ان کا اخلاق نہایت اعلیٰ اور وسیع تھا۔ وہ نہایت فصیح و بلیغ خطیب تھے ان کی دلیلیں اور حجتیں نہایت قوی ہوتی تھیں۔ ان کے خطبوں میں جا بجا قرآن کریم اور حدیث کے حوالے ہوا کرتے تھے اور اہل عرب کے

نزدیک خطبہ کی سب سے بڑی شان یہی ہے؛ وہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ وہ رسولِ مقبول کے پہلے جانشین اور خلیفہ تھے۔ جمع قرآن کے علاوہ بیت المال بھی انھوں ہی نے قائم کیا۔ جس سے مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔ وہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے عربوں سے خراج حاصل کیا۔ وہ اول درجہ کے سخی تھے۔ چنانچہ انھوں نے ۳۵ ہزار درہم مسلمانوں پر خرچ کیے۔ بیواؤں اور یتیموں کی مدد کی اور نیک کاموں میں سب سے آگے رہے۔

رقیہ۔ سبحان اللہ! خلیفۂ اول کی خوبیاں واقعی شمار سے زیادہ ہیں۔ جزاک اللہ۔

استانی۔ اس کے سوا وہ حق پسندی کے شیدا تھے۔ جب عرب قبائل مرتد ہوئے تو بعض مسلمانوں کی رائے تھی کہ اُن کے ساتھ نرمی کی جائے۔ کیونکہ وقت نازک تھا۔ دشمن چاروں طرف سے سر اٹھا رہے تھے۔ پس خلیفہ کو مشورہ دیا گیا کہ ان لوگوں کو فی الحال نہ چھیڑو۔ لیکن اس بہادر خلیفہ نے کامل استقلال دکھایا۔ فرمایا کہ اگر مجھے دنیا بھی چھوڑ دے تو میں مرتدوں سے اس وقت تک جنگ کرتا جاؤں گا جب تک وہ زکوۃ نہ ادا کریں! اور آپ نے اس پر عمل بھی کیا جس کا مبارک نتیجہ نکلا۔ سرکشی کا خاتمہ ہو گیا۔ دشمن ڈر گئے ورنہ خدا جانے کیا ہو جاتا۔ وقت نازک اور خطرہ درپیش تھا۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ کی اولوالعزمی۔ استقامت اور دور اندیشی نے

حب تم کو شاہ و کی

مسلمانوں کو آنے والی مصیبت سے بچالیا اور یہ ان کا بہت بڑا احسان ہے۔

کنیز فاطمہ ۔ بے شک بہت بڑا احسان ہے۔

استانی ۔ خلیفہ اول مقدموں کا فیصلہ جس طرح کیا کرتے تھے وہ بھی قابل تعریف ہے۔ آپ پہلے قرآن کریم سے رجوع کرتے اور اگر وہاں صاف حکم نہ ملتا تو پھر معلوم کرتے کہ رسول اللہ نے ایسے معاملہ کا کیا فیصلہ کیا تھا۔ اور آپ بھی سنّت کی پیروی فرماتے۔ لیکن اگر حدیثوں سے مطلب نہ نکلتا تو پھر مسلمانوں سے پوچھتے تھے کہ تم میں سے کسی کو یاد ہو تو بتاؤ کہ جناب رسالت پناہ نے ایسے مقدمہ کا فیصلہ کیا کیا تھا اور اگر کوئی بتاتا تو اسے شکریہ کے ساتھ قبول و اختیار کر لیتے۔ ورنہ مسلمانوں کی کثرت رائے سے فیصلہ کرتے۔ حدیثوں میں لکھا ہے کہ حضرت صدیقؓ نے کبھی کوئی فیصلہ صرف اپنی رائے سے نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے دل میں خدا کا خوف تھا اور وہ اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی چاہتے تھے۔

صفیہ ۔ واقعی!

استانی ۔ وہ صحیح معنوں میں عابد و زاہد تھے۔ وہ قانع صابر اور غیور تھے اور حرص و طمع کے دشمن۔ وہ کسب حلال یعنی تجارت سے روزی حاصل کرتے تھے۔ اس کی آمدنی سے انھوں نے اپنا

اور اپنے خاندان کا بھی گزارہ کیا اور مسلمانوں کی بھی مدد کی۔ بس وہ اسی قسم کے عابد و زاہد تھے۔ پھر جب وہ خلیفہ ہوئے اور ان کا تمام وقت اس میں صرف ہوا اور آپ تجارت وغیرہ نہ کر سکے تو آپ کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کیا گیا۔ مگر بہت تھوڑی رقم یعنی اس قدر کہ جس میں ایک معمولی مہاجر گزارہ کر سکے یعنی صرف سوا روپیہ روز۔

رقیہ۔ خوب!

استانی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سات غلام خرید کر آزاد کیے یہ وہ لوگ تھے جن پر مکہ کے مشرک بے حد ظلم و ستم کرتے تھے۔ رسول اللہ کے مؤذن بلال۔ عامر بن فہیرہ۔ ابو نافع۔ مرہ بن ابی عثمان سلیمان بن بلال بربری کو خلیفہ اول ہی نے آزاد کرایا۔ علاوہ ازیں صفیہ اور ام عبس کنیزکوں کو بھی آزادی بخشی!

کنیز فاطمہ۔ واہ کیسے نیک بندے تھے۔

استانی۔ حضرت ابو بکرؓ اپنے والد کی زندگی ہی میں خلیفہ ہوئے اور یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔ آپ ہی نے قرآن کریم کو خطاب مصحف دیا۔ آپ حافظ قرآن تھے۔ آپ وجیہہ و خوبصورت تھے آپ کا جسم اکہرا اور رنگ گورا تھا۔ رخسار ہلکے۔ چہرہ شگفتہ۔ پیشانی بلند۔ آنکھیں ذرا اندر دھنسی ہوئیں۔ سر کا اگلا حصہ بالوں سے خالی تھا آپ مہندی یا کسم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

آپ کبھی کسی کے ساتھ ترش روئی اور کج خلقی سے پیش نہیں آئے اور آپ سے زمانہ جاہلیت میں بھی کوئی بدی نہیں ہوئی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو خانہ کعبہ میں لے گئیں اور کہا کہ الٰہی یہ بچہ موت سے عتیق یعنی آزاد رہے۔ آپ کے لقب عتیق کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے۔ رسول اللہ نے ایک بار فرمایا کہ ابوبکر آتش دوزخ سے آزاد ہیں۔ اس کے بعد ان کا لقب عتیق پڑ گیا۔ عتیق کے معنی خوبصورت کے بھی ہیں۔

رقیہ:۔ ایسے ہی بندے جنتی ہوتے ہیں۔

استانی:۔ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ کو لوگ ایام جہالت میں بھی صدیق کہتے تھے۔ کیونکہ آپ نہایت راست باز تھے۔ مگر یہ لقب معراج کے بعد زیادہ مشہور ہوا جب آپ نے اس کا یقین اور تصدیق کی اور مشرکین کو ڈانٹ بتائی جو رسول اللہ کی ہنسی اڑاتے تھے (معاذ اللہ)

صفیہ:۔ واہ اُن کی ۔ ۔ت ایمانی کتنی زبردست تھی۔

استانی:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے کہا کہ حضرت ابوبکر کا کچھ حال بیان کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ :۔

ابوبکر وہ شخص ہیں کہ خدائے تعالےٰ نے ان کا نام صدیق رکھا۔ جبرئیل اور رسول خدا کی زبان مبارک سے صدیق کہلوایا۔ وہ نمازوں میں نبی اللہ کے خلیفہ بنے اور رسول اللہ

جس شخص کے لیئے دینی معاملے میں راضی ہوئے۔ ہم اُن سے
دنیا کے لیئے بھی رضامند ہو گئے۔"

کنیز فاطمہ۔ کتنا صحیح اصول اور قاعدہ ہے!

استانی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہؐ کی ولادت سے دو سال دو ماہ بعد دنیا میں آئے۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ خلیفہ اوّل کی عمر آنحضرتؐ سے کچھ زیادہ تھی۔ آپ اپنی قوم میں مالدار، صاحب مروت و احسان تھے۔ عزیزوں کی مدد۔ گم شدہ کی تلاش۔ مہمانوں کی تواضع اور سختی برداشت کرتے تھے۔ وہ ایام جاہلیت میں قریشی رئیس تھے اور قریش کے معاملات سے بخوبی واقف تھے۔ قوم ان سے مشورہ لیا کرتی اور انھیں عزیز رکھتی تھی۔ مگر وہ اسلام لانے کے بعد صرف اسلام کے ہو رہے اور سب کچھ چھوڑ دیا۔ قوم بھی اُن کی دشمن ہو گئی۔ مگر خدا راضی ہوا۔

صفدرہ۔ کیسی زبردست قربانی ہے!

استانی۔ آپ ان گیارہ اشخاص میں سے ایک تھے جن کو زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بھی شرف حاصل رہا۔

.. .. .. ۔ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی بڑے پارسا تھے۔ آپ نے اس زمانہ میں بھی شعر نہیں کہا۔ شراب نہیں پی۔ ایک صحابیؓ نے اسکی وجہ آپ سے پوچھی تو فرمایا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے بدن سے بدبو آئے اور مروت جاتی رہے۔ شراب پینے سے بدبو آنے لگتی اور مروت

کا مادہ جاتا رہتا ہے۔ جب اس بات کا ذکر حضرت رسولِ کریمؐ کے سامنے ہوا تو آپ نے دو بار فرمایا کہ صدیقؓ سچ کہتے ہیں۔ آپ ہی نے سب سے پہلے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔

رقیہ۔ آپ کیسے مذاقِ سلیم کے مالک تھے۔

استانی۔ ایک بار حضرت سعدؓ کے باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ کا اسلام ہم سب سے اچھا تھا۔ اسلام لانے کے متعلق خود حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیان تاریخ الخلفاء میں موجود ہے۔ صدیقؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں ایک دن بیت اللہ کے قریب بیٹھا تھا کہ امیہ بن ابی الصلت ادھر آئے اور مزاج پرسی کے بعد مجھ سے پوچھنے لگے کہ نبی موعود ہم میں سے ہوں گے یا تم میں سے؟ مگر مجھے آنے والے نبی کا حال معلوم نہ تھا۔ اس لیئے میں اسی وقت ورقہ بن نوفل کے پاس گیا"

ورقہ اکثر آسمان کی طرف نگاہ کرتا۔ اور اس کے سینے میں سے خاص قسم کی آواز نکلا کرتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ورقہ سے امیہ کی بات کا ذکر کیا تو اس نے جواب دیا کہ آسمانی کتابیں بتاتی ہیں کہ نبی موعود وسط خاندانِ عرب میں ہوں گے پس وہ تم ہی میں سے ہوں گے۔ پھر اس نے صدیقؓ کے سوال کے جواب میں کہا کہ وہ نبیؐ کہیں گے کہ تم اپنوں پر ظلم کرو اور نہ غیروں پہ اور نہ مظلوم ہی بنو! ابوبکرؓ فرماتے

ہیں کہ میں یہ سُن کر واپس چلا آیا اور جب رسُول اللہ نے اسلام پیش کیا تو میں فوراً ایمان لے آیا۔

ایک بار رسُول کریم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم میرے دوست ابُوبکرؓ کو چھوڑنا چاہتے ہو۔ حالانکہ وہ تو اس پائے کے انسان ہیں کہ جب میں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے رسُول بنا کر تمام انسانوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہے تو تم سب نے مجھے جھٹلایا۔ مگر ابُوبکرؓ نے میری تصدیق کی۔

سکینہ۔ سبحان اللہ۔

استانی: معتبر حدیثوں میں آیا ہے کہ ابُوبکرؓ ہمیشہ سفر اور حضر میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ صرف نبیؐ اللہ کی اجازت سے حج یا غزوہ کے واسطے حضور سے جدا ہوئے۔ یہاں تک کہ اپنے بال بچے چھوڑ کر مکہ سے ہجرت کی۔ جنگ اُحد میں اور لوگ رسولؐ خدا کو چھوڑ گئے مگر صدیقؓ وہیں موجود رہے۔ جنگ بدر میں ابُوبکرؓ کے بیٹے عبدؓ الرحمن مشرکوں کی طرف ہو کر مسلمانوں سے لڑے۔ جب عبدؓ الرحمن اسلام لائے تو باپ سے بولے کہ بدر کے دن آپ کئی بار میرے تیر کی زد میں آئے۔ مگر میں نے اپنا دہنا ہاتھ روک لیا۔ اس کے جواب میں صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے ایسا موقع ملتا تو میں تمھیں قتل کیے بغیر نہ رہتا! دیکھو اُن کا ایمان کتنا زبردست تھا اور دین کے معاملہ میں اپنے حقیقی فرزند کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔

کنیز فاطمہ - گویا ان حسابوں ہم مسلمان ہی نہیں!

استانی - علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت علیؓ نے مسلمانوں سے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک زیادہ شجاع کون ہے؟ اس پر سب نے جواب دیا کہ آپ! شیر خدا نے فرمایا کہ نہیں میں تو برابر کے جوڑ سے لڑتا ہوں اور یہ کوئی بہادری نہیں۔ آپ شجاع ترین شخص کا نام لیں۔ جب سب نے کہا کہ ہم نہیں جانتے تو آپ نے فرمایا کہ وہ ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ جب یوم بدر میں ہم نے نبی اللہ کے واسطے سائبان بنایا اور پوچھا کہ حضورؐ کی حفاظت مشرکین کے حملے سے کون کرے گا؟ تو خدا کی قسم ہم سب خاموش رہ گئے۔ حتیٰ کہ صدیق اکبر ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کسی دشمن کو قریب نہ آنے دیا اور جس نے حملہ کیا اسے دفع کر کے دم لیا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک بار مشرکوں نے آنحضرتؐ کو پکڑ لیا۔ کم بخت گھسیٹنے لگے اور بولے کہ "تو ہی کہتا ہے کہ خدا ایک ہے"۔ اس وقت کفار کے مقابلہ کے لیئے کسی کو آگے بڑھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ مگر حضرت صدیقؓ آگے بڑھے اور دشمنوں کو مار بھگایا اور فرمانے لگے کہ حیف ہے کہ تم ایک ایسے بزرگ انسان کو شہید کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے؟ یہ کہہ کر حضرت علیؓ رونے لگے۔

صفیہ - یہ خدا کے کیسے بندے ہوئے ہیں!

استانی۔ پھر شیرِ خدا نے فرمایا کہ اچھا مومنین آلِ فرعون کا درجہ افضل ہے یا ابوبکرؓ کا؟ لیکن جب لوگوں سے جواب نہ بن آیا تو خود فرمایا کہ خدا کی قسم! ابوبکرؓ کی ایک گھڑی کی عبادت ان کی ہزار گھڑیوں کی عبادت سے اچھی ہے۔ کیونکہ وہ اپنا ایمان چھپاتے تھے اور ابوبکرؓ نے ظاہر کیا!

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ جب مسلمانوں کی تعداد اڑتیس ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کیا کہ اسلام کا اعلان فرمایئے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ ابھی ہماری تعداد کم ہے۔ مگر ابوبکر صدیقؓ کے اصرار پر نبی اللہ نے اظہار کر دیا اب مسلمان مسجد میں ادھر اُدھر پھیل گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر پُرجوش خطبہ پڑھا اور اسلام کی طرف بلایا۔ اور دشمن یہ دیکھ کر ٹوٹ پڑے

کنیزِ فاطمہ۔ حضرت صدیقؓ نے اسلام کی مالی خدمت بھی تو بڑی کی ہوگی!

استانی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے چنانچہ خود رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے جس قدر فائدہ ابوبکرؓ کے مال سے پہنچا اس قدر اور کسی کے مال سے نہیں پہنچا۔ اس پر صدیقؓ نے رو کر فرمایا۔ حضور! میرا مال کیا چیز ہے؟ یہ سب کچھ آپ ہی کا طفیل ہے۔ معتبر حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسولِ کریمؐ۔ حضرت

صدیقؓ کے مال میں ویسا ہی تصرف کرتے تھے جیسا اپنے مال میں حضرت ابو بکرؓ نے بیس ہزار درہم اشاعت اسلام پر خرچ کیے۔

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ نے ہمیں کچھ مال صدقہ کرنے کا حکم دیا تو میں نے ابو بکر سے بڑھ جانے کی کوشش کی اور اپنا نصف مال حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا آنحضرتؐ نے پوچھا کہ اپنے بال بچوں کے واسطے کیا چھوڑا؟ عمر نے کہا کہ کل کا آدھا؛

اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ آئے تو اپنا سارا مال لے آئے۔ رسول مقبولؐ نے ان سے بھی وہی سوال کیا تو وہ جواب میں بولے کہ اہل وعیال کے واسطے خدا اور رسولؐ کافی ہیں؛ یہ سن کر حضرت عمرؓ بولے کہ میں حضرت ابو بکر سے کسی بات میں نہیں بڑھ سکوں گا۔

کنیز فاطمہ ۔ واہ ان کا ایمان کس قدر زبردست تھا انھوں نے اسلام پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

استانی ۔ بے شک، اور سنو! حضرت ابو بکرؓ ایک بار کچھ مال رسول خداؐ کی خدمت میں لائے اور اس کی مالیت چھپا کر فرمایا کہ بس اب مجھے خدائے تعالیٰ ہی کا سہارا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ صدقہ لائے تو انھوں نے اس کی مالیت ظاہر کر کے کہا کہ اب خدا اور رسولؐ ہی کا سہارا ہے۔ اس پر حضور رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ :-

"تم دونوں میں اسی قدر فرق ہے جس قدر تمھارے الفاظ میں"

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ :-
"میں ابو بکرؓ کے سوا اور سب کا بار احسان اُتار چکا ہوں۔ ان کے احسان کا عوض خدائے تعالیٰ بروز قیامت دے گا"
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ :-
"ابو بکرؓ سے زیادہ مجھ پر کسی کے احسان نہیں۔ انھوں نے اپنی جان سے میری غم خواری کی۔ اپنے مال سے بھی مدد کی اور پھر میرا عقد اپنی بیٹی سے کیا"

رقیہ ۔ سبحان اللہ!

استانی ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ تمام صحابہ سے زیادہ صاحبِ علم اور ذہین و دور اندیش تھے۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جب بعد وفات رسول کریمؐ زکوٰۃ دینے سے انکار ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ :-
"نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرنے والا گردن زدنی ہے! پس اگر رسولِ خدا کے زمانے سے زکوٰۃ ذرا بھی کم ہوئی تو میں نیام سے تلوار نکال لوں گا"
اگر صحابہ کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو حضرت ابو بکرؓ اس کا فیصلہ فرما دیتے اور اس سے تمام صحابہ مطمئن ہو جاتے تھے۔

کنیز فاطمہ ۔ نیک نیتی اور راست بازی سب مشکل حل کر دیتی ہے۔

استانی ۔ رسول اللہؐ نے ایک بار خطبہ میں فرمایا کہ :-

خدائے تعالےٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ خواہ دنیا میں رہے یا عقبیٰ اختیار کرے مگر اس بندے نے عاقبت پسند کی یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ رو پڑے اور فرمایا کہ:۔ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں" ابوبکرؓ سمجھ گئے تھے کہ رسول اللہ اپنی وفات کا اشارہ فرما رہے ہیں۔ مگر اور کوئی صحابیؓ یہ رمز نہیں سمجھے اس لئے ابوبکرؓ کے رونے پر حیران رہے۔ اس واقعہ سے بھی حضرت صدیقؓ کے علم و ذہانت کا ثبوت ملتا ہے۔

صفیہ۔ بے شک!

استانی۔ ایک بار رسولؐ خدا نے فرمایا کہ:۔

ابوبکرؓ کی صحبت مجھے زیادہ خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو اس بات کے مستحق سب سے زیادہ ابوبکرؓ تھے!

تاہم ان کی اسلامی اخوت و محبت اور اخلاص دنیا میں ہمیشہ باقی رہیں گے! حضرت ابوبکرؓ کو علم قرآن بھی تمام صحابہؓ سے زیادہ تھا۔ یہی تو وجہ تھی کہ رسولؐ مقبول نے انھیں کو نماز میں امام بنایا اور فرمایا کہ جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔ اس میں کوئی دوسرا شخص امامت کے لائق نہیں۔ کیونکہ امام وہی ہو سکتا ہے جسے کتاب اللہ کا زیادہ علم ہو۔ حضرت ابوبکرؓ کا علم سنت میں بھی کامل تھا اس واسطے تمام صحابہؓ آپ ہی سے رجوع کرتے تھے۔ حضرت صدیقؓ

کی قوت حافظہ نہایت زبردست تھی ۔ علاوہ ازیں وہ ذہین و ذکی بھی اول درجہ کے تھے ۔ پھر آپ کو رسولِ مقبول کا فیضِ صحبت اوّل سے آخر تک حاصل رہا۔ اس کے باوجود آپ نے حدیثیں بہت کم روایت کی ہیں سبب اس کا یہ ہے کہ آپ رسولِ خدا کے بعد زیادہ مدت زندہ نہیں رہے ۔ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں حضرت عمرؓ کا یہ معمول رہا کہ اگر انھیں کسی مسئلہ کا حل کتاب اللہ میں نہ ملتا تو حضرت ابوبکرؓ کے اجتہاد پر فیصلہ کرتے ورنہ صحابہؓ کی کثرت رائے پر اعتماد کرتے ۔

رفیق ۔ یہ اصول بالکل صحیح ہے ۔

استانی ۔ حضرت ابوبکرؓ علم نسب کے بھی بڑے عالم تھے ۔ یہاں تک کہ عرب کا مشہور نساب جبیبہ بن مطعم بھی آپ کے علم سے فائدہ اٹھاتا تھا آپ علم تعبیر خواب کے بھی ماہر تھے اور تمام صحابہ سے زیادہ فصیح تھے اور اگر آپ کی مثل کوئی فصیح تھا تو وہ حضرت علیؓ تھے ۔ آپ کے دل میں خدا کا خوف سب سے زیادہ تھا۔ آپ کی عقل کامل اور رائے صائب تھی ۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے جبرئیلؑ کے ذریعہ رسولِ خداؐ کو حکم بھیجا کہ آپ ابوبکرؓ سے صلاح و مشورہ کیجئے ! حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ کے بعد سب سے افضل تھے ۔

محمد بن علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ میرے والد ماجد نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی سب سے افضل ہیں ۔ علاوہ ازیں شیرِ خدا نے بارہا حضرت صدیقؓ کی فضیلت

کا اعلان کیا اور فرمایا کہ ا۔ جو شخص مجھ کو ابُو بکرؓ یا عمرؓ پر فضیلت دیگا میں اس کے دُرّے لگواؤں گا۔

ایک بار حضرت عمرؓ نے ممبر پر فرمایا کہ ابُو بکرؓ ہم سب میں افضل ہیں اور اس میں اختلاف کرنے والا مفتری اور سزا کا مستحق!

خود رسُول اللہ نے صحابہ کے سامنے فرمایا کہ ا۔ ابُو بکرؓ تم سب میں افضل ہیں۔

کنیز فاطمہ ۔ پھر ان کی فضیلت میں کیا شک باقی رہا۔ اس میں شک کرنے والا بے شک مفتری اور سزا کا سزاوار ہے۔

استانی ۔ بے شک!

ایک بار عمروؓ بن العاص نے رسُول مقبول سے سوال کیا کہ آپکو انسانوں میں سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟ حضرت نے فرمایا عائیشہؓ پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ ارشاد ہوا کہ ان کے باپ یعنی حضرت ابُو بکرؓ!

عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ ایک بار رسُول مقبول نے فرمایا کہ جو شخص حضرت ابُو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر کسی اور کو فضیلت دے گا وہ مہاجرین و انصار پر ظلم کرے گا!

ایک بار عرب کے مشہور شاعر حسّان بن ثابت رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت ابُو بکرؓ کی شان میں کچھ کہا ہو تو سناؤ۔ حسّان نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ ابُو بکرؓ یارِ غار رسُول اللہ ہیں اور وہ جب پہاڑ پر چڑھتے ہیں تو دشمن ان سے ڈر کر

بھاگ جاتے ہیں۔ رسول اللہ کو ان سے جیسی محبت ہے وہ سب جانتے ہیں۔ حضورؐ کو اس قدر محبت دنیا میں اور کسی سے نہیں۔" یہ سن کر رسول اللہ بہت ہنسے اور فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ ابوبکرؓ ایسے ہی ہیں۔

صفدرہ۔ کیسا مبارک ہے وہ انسان جس سے سرورِ کائناتؐ اس قدر الفت کریں۔ بھلا اس کی فضیلت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ سبحان اللہ!

استانی۔ کہتے ہیں جو بوڑھی کنیزیں ایمان لے آئیں حضرت ابوبکرؓ نے انھیں خرید خرید کر آزاد کر دیا اور یہ آپ کا معمول ہو گیا۔ یہ دیکھ کر آپ کے والد نے کہا کہ تم بوڑھوں کو آزاد کرتے ہو۔ اگر جوانوں کو بھی آزاد کراؤ تو وہ وقت پر تمھارے کام آئیں اور تمھارے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ مگر آپ نے جواب دیا کہ اس سے میرا مقصد ذاتی فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ محض خداوند کریم کی رضامندی حاصل کرنا ہے! آپ نے سات ایسے آدمیوں کو آزاد کیا۔ جن کو محض اسلام لانے کی غرض سے ستایا جاتا اور عذاب دیا جاتا تھا۔

صفیہ۔ آپ کی نیکیوں کا شمار کرنا آسان نہیں ہے۔

استانی۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ میں اپنی امت سے دو امیدیں رکھتا ہوں ایک یہ کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے محبت رکھیں۔ دوم لا الٰہ الا اللہ سے نہ پھریں۔

ابو درداء کی روایت ہے کہ ایک روز صدیق رسول اللہ کی خدمت میں آئے۔ میں بھی موجود تھا۔ انھوں نے بعد سلام عرض کیا کہ میرے اور عمرؓ کے درمیان کچھ رنج ہو گیا حتیٰ کہ میں ان کی طرف بڑھا۔ مگر پھر میں نے نادم ہو کر ان سے معافی مانگی لیکن انھوں نے مجھے معاف نہیں کیا۔ اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں رسول خدا نے یہ سن کر تین بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں معاف کرے گا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ بھی نادم ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر گئے اور ان کے وہاں نہ ملنے پر رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے تو انھیں دیکھ کر رسولؐ اللہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اب حضرت ابوبکرؓ کو بھی حضرت عمرؓ پر رحم آ گیا۔ مگر حضرت عمرؓ دو زانو ہو کر کہنے لگے کہ یا نبیؐ اللہ۔ میں نے سخت ظلم کیا ہے! اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ جب خدا نے مجھے تم پر نبی بنا کر بھیجا تو تم سب نے مجھے جھٹلایا مگر ابوبکرؓ نے مجھے سچا سمجھا۔ میری تصدیق کی اور جان و مال سے میری مدد کی۔ مگر اب تم میرے دوست کو چھوڑے دیتے ہو! میرے دوست کے معاملے میں مجھے آزار نہ دو! اگر خدا ابوبکرؓ کو میرا دوست کہتا تو میں انھیں اپنا خلیل بناتا۔ مگر اسلامی اخوت اس سے زیادہ افضل ہے!" حدیثوں میں آیا ہے کہ اس کے بعد کبھی ایسا معاملہ پیش نہیں آیا یعنی کسی صحابی نے حضرت ابوبکرؓ سے جھگڑا نہیں کیا

بلکہ ان کا ادب کرتے رہے۔

ایک بار عقیل بن ابو طالب بھی حضرت ابو بکرؓ سے کشیدہ ہوگئے اور اس کی اطلاع آنحضرت کو ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم میرے دوست (ابو بکرؓ) کو میرے واسطے چھوڑ دو۔ اپنی حالت اور اس کی شان دیکھو۔ واللہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کے دروازے پر اندھیرا نہ ہو۔ مگر ابو بکرؓ کے دروازے پر روشنی ہے۔ واللہ تم سب نے میری تکذیب کی۔ لیکن صدیقؓ نے تصدیق کی۔ تم نے مال سے بخل کیا۔ مگر ابو بکرؓ نے مجھے اپنا مال دیا۔ تم نے مجھے چھوڑ دیا مگر اس نے مجھے آرام دیا اور میری پیروی کی۔

زینب۔ بے شک!

استانی۔ روایت ہے کہ رسول اللہؐ ایک روز نماز فجر پڑھ کر اصحابؓ سے گفتگو کرنے لگے۔ اُن سے سوال کیا کہ آج تم میں سے کس کا روزہ ہے؟ عمرؓ بولے کہ ابھی تو میں کہتا ہوں کہ روزہ دار نہیں۔ مگر ابو بکرؓ نے کہا کہ رات میں نے روزہ کی نیت کی تھی اور آج میرا روزہ ہے۔ رسولؐ اللہ نے سوال کیا کہ آج کسی نے کسی مریض کی عبادت کی؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ بولے کہ میں تو آج گھر سے باہر ہی نہیں نکلا۔ ابو بکرؓ بولے کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ عبدؓ الرحمٰن بن عوف علیل ہیں۔ پس میں ان کی عیادت کر کے آرہا ہوں۔ پھر رسولؐ اللہ نے سوال کیا کہ تم میں سے کس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ تمام

صحابی خاموش رہے۔ مگر حضرت عمرؓ بولے یا رسولؐ اللہ! میں تو آج صبح سے گھر سے باہر ہی نہیں نکلا۔ اس پر ابوبکرؓ بولے کہ مجھے مسجد میں ایک سائل ملا تھا۔ عبدالرحمٰن بھی وہاں موجود تھے جن کے ہاتھ میں جَو کی ایک روٹی تھی۔ پس میں نے وہ روٹی ان سے لے کر سائل کو دے دی۔ رسولؐ اللہ نے یہ سن کر ابوبکرؓ کو جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے جب کبھی کوئی نیکی کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ پہلے ہی وہ نیک کام کر چکے ہیں۔

کنیزِ فاطمہ۔ واہ مسلمان ہو تو ایسا ہو۔

استانی۔ ربیعہ اسلمی اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تو صدیقؓ نے ایک ایسی بات کہہ دی جو ربیعہ کو ناگوار ہوئی۔ لیکن پھر ابوبکرؓ نادم ہو کر بولے کہ تم بھی وہی الفاظ کہہ کر بدلہ لے لو۔ مگر ربیعہ نے اس سے انکار کیا۔ اس پر وہ بولے کہ تمھیں کہنا پڑے گا۔ ورنہ رسولؐ اللہ ناخوش ہوں گے۔ مگر ربیعہ نے پھر بھی انکار کیا اور رسولؐ اللہ کی خدمت میں پہنچے۔ صدیقؓ بھی وہاں آ پہنچے حضرت ابوبکرؓ نے تمام واقعہ عرض کیا تو رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ربیعہ! ان کی شان میں ایسا کلمہ نہ کہنا۔ بس یہ کہہ دو کہ خدائے تعالےٰ تمھیں معاف کرے۔ چنانچہ انھوں نے یہی کیا۔

رقیہ۔ صحابہ بھی حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت تسلیم کرتے تھے خود رسولؐ اللہ

آپ کی بے حد عزت کرتے تھے۔

استانی۔ ایک بار رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ تین سو ساٹھ نیک عادتیں ہیں۔ پس خدائے تعالےٰ جس انسان کی بھلائی چاہتا ہے اسے ان میں سے ایک خصلت عنایت کرکے اسے جنتی بنا دیتا ہے یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ بولے کہ یا رسول اللہ کیا ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے؟ نبیؐ اللہ نے فرمایا کہ تم میں تو تمام کی تمام نیک خصلتیں موجود ہیں خدا تمھیں مبارک کرے۔

روایت ہے کہ جب حضرتؐ کی مجلس میں صدیقؓ اکبر نہیں ہوتے تھے تو آپ ہر صحابیؓ سے گفتگو کرتے تھے۔ مگر جب وہ آجاتے تھے تو رسولؐ اللہ صرف انھیں کو خطاب کرتے اور باقی تمام صحابہؓ سنا کرتے تھے۔

ایک دن حضورؐ نے فرمایا کہ صدیقؓ کی محبت اور ان کا شکریہ میری کل امت پر واجب ہے۔

صفدرہ۔ کیوں نہ ہو۔ انھوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔

استانی۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور ان کے ایمان کا پلڑا روئے زمین کے انسانوں سے بھاری ہے۔ وہ ہر بات میں بزرگ اور افضل ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے کہ ہم نیکی میں ابو بکرؓ سے کبھی نہیں بڑھے۔ وہ

رسولؐ اللہ کے بعد کل انسانوں سے افضل ہیں۔ میری محبت اور ابوبکرؓ کا بغض کسی مومن کے دل میں یکجا جمع نہیں ہو سکتا۔ ربیع بن انسؓ کا قول ہے کہ کسی نبیؑ یا رسولؐ کو ابوبکرؓ جیسا ایک بھی صحابی نصیب نہیں ہوا۔

ابو حصینؒ کہتے ہیں کہ اولاد آدم علیہ السلام میں انبیاء و مرسلین کے بعد ابوبکرؓ سے بہتر کوئی انسان دنیا میں پیدا نہیں ہوا بلکہ مرتدوں سے جہاد کرنے میں تو آپ نے نبیؑ کا کام کیا۔

کنیز فاطمہ۔ واقعی یہ فتنہ نہایت سخت تھا جسے آپ نے مٹایا۔

استانی۔ ابوبکرؓ گویا آنحضرتؐ کے وزیر تھے۔ حضور ہر بات میں ان سے صلاح و مشورہ کر لیا کرتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرنا رسولؐ اللہ نے وفات سے چند روز پہلے ایک خطبہ میں فرمایا کہ۔

"خدا نے ایک بندے کو مختار کیا۔ ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دیئے گئے" دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ابوبکرؓ کی کھڑکی کے سوا باقی کھڑکیاں بند کر دی گئیں" علماء کا قول ہے کہ یہ ابوبکرؓ کی خلافت کا اشارہ تھا۔ کیونکہ آپ نماز پڑھانے کے واسطے کھڑکی ہی سے تشریف لایا کرتے تھے!

سکینہ۔ وہ جنتی بندے تھے!

استانی۔ آخر کار ابوبکر صدیقؓ کے سفر آخرت کا وقت قریب آ گیا

اور ان کی طبیعت علیل ہو گئی ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے ۷ رجمادی الآخر پیر کے روز غسل کیا تو اسی روز آپ کو بخار ہو گیا ۔ اس دن سردی تھی ۔ آپ پندرہ روز تک نماز کے واسطے بھی باہر نہ نکل سکے ۔

روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت صدیقؓ کی خدمت میں پکا ہوا گوشت بھیجا تھا ۔ اس دن آپ نے حارثؓ بن کلدہ کو بھی اپنے ساتھ کھلایا مگر حارث نے کہا کہ اس کھانے میں زہر ہے اسے نہ کھائیے ۔ ہم دونوں اس زہر سے اس سال کے اندر اندر مر جائینگے آپ نے کھانا چھوڑ دیا ۔ مگر اسی روز سے بیمار ہو گئے اور دونوں نے اسی سال وفات پائی ۔

سکینہ ۔ کیسے کیسے سیاہ دل انسان دنیا میں پیدا ہوئے ہیں جو صدیق ایسے فرشتہ خصلت انسان کو بھی زہر دیدیتے ہیں ۔ توبہ ۔ توبہ

استانی ۔ ان کو شیطان گمراہ کر دیتا ہے ۔ علالت کے زمانہ میں ایک صحابی نے خلیفہؓ سے عرض کیا کہ حکم ہو تو کسی حکیم کو لاؤں تاکہ وہ آپ کا علاج کرے ۔ آپ نے فرمایا کہ حکیم نے مجھے دیکھا ہے ۔ دریافت کیا ۔ تو پھر اس نے کیا کہا ؟ خلیفہؓ نے فرمایا ۔ اس نے کہا کہ " ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں " آپ نے ایک روز بیماری کی حالت میں پوچھا کہ آج کیا دن ہے ؟ جواب ملا کہ پیر ! اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر میں آج ہی مر جاؤں تو میری لاش رکھ نہ چھوڑنا

بلکہ آج ہی فنا دینا۔ کیونکہ میں رسول اللہ کے پاس جلد سے جلد پہنچنا چاہتا ہوں۔

ابن عمرؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ کی وفات ہوتے ہی حضرت صدیقؓ کمزور ہوتے چلے گئے اور ان کا دل یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکا یہاں تک کہ اسی حادثہ کے اثر سے وفات پائی۔

کنیز فاطمہ۔ واہ محبت اور جاں نثاری ہو تو ایسی ہو!

استانی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کھجور کا ایک درخت حضرت عائشہؓ کو دے رکھا تھا۔ مگر خلیفہ نے وفات سے کچھ پہلے ان سے کہا کہ میں تمھیں ہمیشہ خوش حال دیکھنا چاہتا ہوں اور یہی بات میری خوشی کا سبب ہے۔ اس کے خلاف تمھاری مفلسی میرے لیئے رنج کا باعث اب تک کھجور کے درخت سے تم نے جو فائدہ اٹھایا وہ تمھارا حق تھا لیکن میرے بعد وہ درخت ترکہ ہو جائے گا پس اس میں سے اپنے بہن بھائیوں کو بھی حصہ دینا۔ یہ سن کر عائشہؓ نے فرمایا کہ میں ان کو ہرگز محروم نہ کروں گی۔ مگر میری بہن تو صرف ایک ہیں یعنی اسما اس پر خلیفہؓ نے فرمایا کہ نہیں ایک اپنی ماں کے پیٹ میں بھی تو ہے یہ آپ کی دختر تھیں جو آپ کے بعد پیدا ہوئیں اور ان کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

رقیہ۔ خلیفہ کیسے دور اندیش اور کس قدر انصاف پسند تھے کہ پیٹ کے بچے کا بھی خیال رکھا۔

استانی۔ ابن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وصیت کی تھی کہ جس طرح اور مسلمان اپنے مال کا پانچواں حصہ خدا کی راہ میں خیرات کرتے ہیں اسی طرح میرا پانچواں حصہ مال بھی خیرات کیا جائے اور اس کا مالک کوئی رشتہ دار نہ بن جائے۔" حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ خلیفہؓ نے ایک بھی درہم یا دینار ایسا نہیں چھوڑا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ ہو۔

کنیز فاطمہ۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

استانی۔ حضرت عائشہؓ نے خلیفہ کی بیماری کی حالت میں ایک شعر پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ: "جب موت کی ہچکی لگ جائے اور سینہ تنگ ہو جائے تو مال کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔" یہ سن کر خلیفہؓ نے منہ سے چادر اٹھا کر فرمایا کہ یہ کہو" اور موت کی بیہوشی آئی جو بالتحقیق وہ ہے جس سے تو بھاگا کرتا تھا۔" اس کے بعد وصیت فرمائی کہ مجھے ان ہی دونوں استعمال شدہ کپڑوں میں کفنا دینا کیونکہ نئے کپڑوں کی ضرورت مُردوں سے زیادہ زندوں کو ہے۔ خلیفہؓ نے پوچھا کہ رسولِ مقبول نے کس دن وفات پائی تھی جواب ملا کہ پیر کے روز۔ فرمایا کہ خیر بس رات کی دیر ہے۔ چنانچہ آپ نے سہ شنبہ (منگل) کی رات کو وفات پائی اور صبح سے پہلے دفن کئے گئے۔

رقیہ۔ ان پر رسول اللہ کی جدائی شاق تھی!

استانی۔ واقدی سے روایت ہے کہ جب صدیقؓ اکبر کا مزاج

زیادہ بگڑا تو آپ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے سوال کیا کہ تم حضرت عمرؓ کو کیسا سمجھتے ہو؟ وہ بولے آپ انھیں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں یہ سن کر خلیفہ بولے تم بھی اپنی رائے بتاؤ۔ عرض کیا کہ آپ کی جو رائے ان کے متعلق ہو وہ اس سے بھی افضل ہیں۔ پھر خلیفہ نے حضرت عثمانؓ ابن عفان سے یہی سوال کیا تو پہلے انھوں نے کہا کہ خلیفہ بہتر جانتے ہیں۔ پھر اصرار کے بعد فرمایا کہ عمرؓ کا ظاہر و باطن یکساں ہے اور ہم تمام میں ان کی مانند ایک بھی تو نہیں۔ اس کے بعد خلیفہ نے سعید بن زید اور زید بن جعفر اور دوسرے مہاجروں اور انصار سے رائے لی تو انھوں نے عمرؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ نیکوں کے ساتھ نیک اور بُروں کے ساتھ بُرے ہیں اور ان کا باطن ظاہر سے بھی اچھا ہے! اس امت میں ان سے زیادہ طاقت ور کوئی نہیں۔ اس کے بعد کچھ اور صحابہؓ آئے تو ان میں سے ایک نے سوال کیا کہ آپ عمرؓ جیسے سخت گیر آدمی کو ہمارا خلیفہ بنائے جاتے ہیں۔ خدا کو اس کا جواب کیا دیں گے؟ یہ سن کر خلیفہ نے فرمایا کہ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ میں خدا ئے تعالیٰ کو یہ جواب دوں گا کہ میں نے تیرے بندے ایک ایسے انسان کے سپرد کیے ہیں جو ان سب میں بہتر ہے! خلیفہ نے ایک روز بیماری کی حالت میں باہر نکل کر اصحاب سے فرمایا کہ میں نے جس شخص کو تم پر حاکم بنایا ہے۔ کیا تم اس سے راضی ہو؟ جواب ملا کہ بے شک! مگر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بشرطیکہ وہ عمر بن خطابؓ

ہوں! اس پر خلیفہ نے جواب دیا کہ ہاں وہی ہیں!
سکینہ ۔ بڑے انصاف پسند بزرگ تھے!
استانی ۔ اس کے بعد خلیفہ نے حضرت عثمان ابن عفانؓ کو بلا کر
انھیں وصیت لکھنے کو فرمایا اور لکھوایا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ تحریر ہے جو ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے دارفانی سے
جاتے اور عالم عقبیٰ میں قدم رکھتے وقت لکھائی!

اے مسلمو!

میں تم پر عمر ابن خطابؓ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں پس تم پر
ان کی اطاعت فرض ہے ۔ میں نے اللہ و رسولؐ اور دین
کی خدمت میں کمی نہیں کی ۔ میرے نزدیک عمرؓ ہم سب میں
اچھے ہیں ۔ اگر انھوں نے عدل کیا تو میرا خیال درست
نکلا ۔ اور اگر وہ بدل جائیں تو ہر شخص اپنے اعمال کا
جواب دہ ہے ۔ میں نے امت کے ساتھ بھلائی کا ارادہ
کیا ہے ۔ لیکن میں غیب داں نہیں ہوں ۔ تاہم ظالم کو سزا
ملے گی ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

خلیفہ نے اس تحریر پر اپنی مہر لگائی اور حضرت عثمانؓ اسے لے کر چلے گئے
اور اس کے بعد تمام مسلمانوں نے حضرت عمرؓ سے برضا و رغبت بیعت کر لی
کچھ دیر بعد حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کو بلوایا ۔ ان کو خلوت میں کچھ ہدایات کیں

اور ان کے چلے جانے کے بعد حسب ذیل دعا فرمائی۔ ار

الہٰی! میں نے یہ سب کچھ مسلمانوں کی بھلائی کے واسطے کیا ہے۔ میں نے جس فتنے سے ڈر کر یہ کارروائی کی ہے اسے تو خوب جانتا ہے۔ میں نے اس کام میں اپنی رائے سے کام لیا ہے اور سب سے بہتر اور قوی شخص کو مسلمانوں کا سردار بنایا ہے۔ خدایا! میں تیرے حکم سے دنیا چھوڑتا ہوں اپنے بندوں کا مالک تو ہی ہے! الہٰی مسلم حاکموں کو صلاحیت عطا کر اور عمرؓ کو خلفاء راشدین میں سے بنا۔ اور عام مسلمانوں میں بھی صلاحیت پیدا کر!

اس موقع پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ جو بات ابوبکرؓ نے کہی ہے اسے رد کرتے مجھے شرم آتی ہے۔

خلیفہ نے یہ بھی وصیت کی کہ میری زوجہ اسما بنت عمیس غسل دیں اور میرے فرزند عبدالرحمٰنؓ پانی ڈالیں۔ پھر حضرت عائشہؓ کو وصیت کی کہ مجھے رسول کریمؐ کے برابر دفن کرانا۔ آخر کار خلیفہ نے منگل کی رات بتاریخ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ ترسیٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وصیت کے مطابق آپ کی زوجہ و فرزند نے غسل دیا اور عمرؓ طلحہؓ عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ نے قبر میں اتارا۔ آپ رات ہی کو دفن ہوئے۔ آپ کی وفات کی خبر نے مدینہ بھر میں شور برپا کر دیا۔ آپ کے والد ابی قحافہ نے اس کا سبب پوچھا اور اپنے فرزند کی خبر مرگ سن کر

فرمایا کہ "آہ! کیسی سخت مصیبت آئی"۔ سوال کیا کہ اپنا جانشین کسے بنایا؟ جواب ملا کہ عمر بن خطابؓ کو۔ یہ سن کر ابی قحافہ بولے کہ یوں کیوں نہیں کہتے کہ ابوبکرؓ کے دوست خلیفہ بنے۔

ابی قحافہ کو ابوبکر کی میراث کا حصہ پہنچا مگر وہ انھوں نے اپنے پوتے کو دے دیا اور بیٹے سے چھ مہینے اور دو دن بعد سفر آخرت کیا ستانوے برس کی عمر پائی۔ ۱۲ محرم کو انتقال ہوا۔ صرف صدیقؓ ہی ایسے خلیفہ ہوئے جو اپنے والدین کی حیات میں خلیفہ ہوئے اور صرف خلیفہ ابوبکرؓ کے باپ ہی نے ان کی وراثت میں حصہ پایا۔ خلیفہ ابوبکر صدیقؓ نے دو سال سات مہینے خلافت کی۔

حسینہ۔ تاہم اس قلیل مدت میں بھی اسلام اور مسلمانوں کی بے حد خدمت کی! جزاک اللہ

استانی: خلیفہ صدیقؓ سے صرف ایک سو چالیس یا ایک سو بیس حدیثیں روایت کی گئی ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ آپ رسولؐ اللہ کے بعد بہت تھوڑی مدت زندہ رہے اور اس وقت تک حدیثوں کی طرف لوگوں کی توجہ کم تھی۔ تاہم خلیفہ صدیقؓ کو بہت حدیثیں یاد تھیں ان سے بہت سے صحابہؓ نے روایت کی۔

جب خلیفہ ابوبکرؓ اونٹ پر سواری کرتے تھے تو ان کے ہاتھ سے اکثر چھڑی گر جایا کرتی تھی بس وہ اونٹ سے اتر کر خود اٹھاتے اور کسی دوسرے آدمی سے نہ کہتے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں حکم دیا

کیجئے۔ اس پر خلیفہ نے فرمایا کہ حضور رسولؐ کریم نے مجھے حکم دیا ہے کہ کبھی کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگا کرو۔
کنیز فاطمہ۔ گویا یہ بھی سوال تھا! واللہ بڑے ہی نیک لوگ تھے۔ بڑے منکسر مزاج۔
استانی۔ ایک بار حضرت ابو بکرؓ نے حجر اسود کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔ اگر میں یہ نہ دیکھتا کہ رسولؐ مقبول نے بھی بوسہ دیا ہے تو تجھے بوسہ نہ دیتا۔

ترمذی نے ابو بکرؓ سے روایت کی ہے کہ مسلمان کو نقصان پہنچانے والا۔ یا اس کے ساتھ مکر کرنے والا ملعون ہے۔

احمد نے حضرت صدیقؓ سے روایت کی کہ بخیل اور بدخو ظالم بادشاہ بہشت میں داخل نہیں ہونے پائے گا۔ اور جنت میں سب سے پہلے وہ غلام جائیں گے جنھوں نے خدائے تعالےٰ اور اپنے آقا کی اطاعت کی ہوگی! غلام کی ولایت اسے پہنچتی ہے جو اسے آزاد کرے۔

ایک دن حضرت ابو بکرؓ کا گزر ایسی جگہ ہوا۔ جہاں امام حسنؓ کھیل رہے تھے۔ آپ نے انھیں اٹھا کر کندھے پر بٹھا لیا اور فرمایا کہ ان کی شکل علیؓ کی بہ نسبت رسولؐ اللہ سے زیادہ ملتی ہے۔

طبرانی نے ابو بکرؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ جس قوم نے جہاد چھوڑ دیا وہ عذاب میں مبتلا ہوئی۔

رقبیہ۔ ہندوستان کے مسلمان تو گویا جہاد کو بھول ہی گئے۔ شاید وہ اسی وجہ سے پست ہوئے!

استاتی حضرت ابو بکرؓ نے عام طور پر۔ قرآن شریف کی آیات کی تفسیر بیان کرنے سے پرہیز کیا مگر صرف احتیاط کے خیال سے۔

امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میراث میں دادا کو باپ اور پوتے کو بیٹا گردانا ہے۔ بشرطیکہ باپ اور بیٹے زندہ نہ ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ نے یہ دیکھ کر کہ ایک شخص اپنے باپ کو ملامت کر رہا ہے فرمایا کہ اس کے سر میں لگاؤ کہ سر میں شیطان گھس گیا ہے۔

عاصم ابن عمرؓ کا اپنی ماں سے جھگڑا ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کا فیصلہ کرنے کے بعد فرمایا کہ "عاصم تم یہ بات خوب سمجھ لو کہ تمہاری والدہ کی جسمانی اور مالی ہر چیز تم سے لاکھ درجہ اچھی ہے!

ایک شخص خلیفہ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میرا باپ مجھ سے تمام مال چھین کر مجھے فقیر بنا دینا چاہتا ہے۔ آپ نے اس کے باپ کو بلوا کر فرمایا کہ تم صرف اپنی ضرورت کے موافق لے لو۔ وہ بولا۔ مگر رسول اللہ نے تو بیٹے کے حق میں فرمایا ہے کہ" تو اور تیرا تمام مال تیرے باپ کے واسطے ہے" یہ سن کر خلیفہ نے فرمایا کہ اس سے مراد صرف نفقہ ہے!

حضرت ابوبکرؓ نے جو فوج شام کو بھیجی اس کا سپہ سالار یزید

ابی سفیانؓ کو بنایا اور روانگی کے وقت اسے حکم دیا کہ دیکھو کسی عورت بچے۔ بوڑھے یا اپاہج کو قتل نہ کرنا۔ نہ پھل دار درخت کاٹنا۔ نہ کھیتی خراب کرنا۔ بکری یا اونٹ کی ٹانگیں نہ کاٹنا۔ کھا لینے کا ڈر نہیں۔ کھجور کا درخت نہ جڑ سے اکھاڑنا اور نہ جلانا۔ نہ فضول خرچی کرنا اور نہ بخل"

کنیز فاطمہ۔ حضرت ابوبکرؓ کتنے رحم دل انسان تھے ؟!

استانی۔ حضرت ابوبکرؓ نے زینب نامی ایک عورت کو خاموش پا کر اس کی وجہ دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ اس نے خاموشی کا حج کیا ہے اس پر خلیفہؓ نے کہا کہ یہ ایام جاہلیت کی رسم ہے۔ اسلام اس کا روادار نہیں آپ نے اس عورت کو بولنے کا حکم دیا تو اس نے خلیفہؓ سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں ؟ آپ نے جواب دیا کہ میں مہاجرون میں سے ہوں۔ وہ بولی کن مہاجرین میں سے ؟ فرمایا۔ قریش میں سے۔ اس پر عورت نے سوال کیا قریش کے کس خاندان سے ؟ اس پر خلیفہؓ نے فرمایا۔ زینب تم تو بڑی باتونی ہو! میں ابوبکرؓ ہوں۔ اب عورت نے پوچھا کہ ہم کو موجودہ دین پر کون قائم رکھے گا ؟ جواب ملا کہ امام ؟ اس پر عورت نے سوال کیا کہ امام کون ہوتے ہیں خلیفہؓ نے پوچھا کہ کیا تیری قوم میں حکمران نہیں ؟ اس نے کہا ہیں تو خلیفہؓ نے جواب دیا کہ بس وہی امام ہیں!

رقیہ۔ سبحان اللہ!

استانی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ

صدیقؓ کے پاس ایک غلام تھا جو بازار سے سودا وغیرہ خرید کر لایا کرتا تھا۔ وہ ایک روز کھانے کی کوئی چیز لایا اور وہ خلیفہ کو کھلا دی۔ مگر اس کے بعد کہنے لگا کہ آپ کو معلوم بھی ہے کہ میں یہ چیز کہاں سے لایا تھا؟ بات یہ ہے کہ یہ چیز مجھے اس شخص نے دی تھی جس کے متعلق میں نے پیش گوئی کی لیکن آپ جانتے ہیں کہ پیش گوئیاں محض قیاس ہوتے ہیں یعنی جھوٹی باتیں۔ خلیفہ نے یہ سن کر فوراً حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔

ابن سیرین کا قول ہے کہ میں نے صدیقؓ کے سوا اور کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے مشکوک کھانا کھا کر قے کی ہو۔

ایک روز حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ابوبکرؓ اپنی زبان پکڑے ہوئے ہیں وہ کہتے تھے کہ اسی (زبان) نے مجھے مصیبت میں پھنسایا۔"

حضرت ابوبکرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اپنے ایک ہمسایہ سے جھگڑا کرتے دیکھا تو ان سے بولے۔ ہمسائے سے جھگڑا نہ کرو۔ کیونکہ وہ تو باقی رہے گا مگر لوگ تمھاری چرچا کریں گے؟

حسینہ سبحان اللہ! رواداری کی کیا اچھی نصیحت ہے!

استانی۔ ایک بار چڑیا درخت پر بیٹھ کر چہچہانے لگی تو خلیفہ ابوبکرؓ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تو بڑی ہی خوش نصیب ہے کہ یوں ہری کونپلیں چگتی پھرتی ہے۔ درختوں کے سایہ میں بیٹھتی ہے اور بے حساب جہاں جی چاہتا ہے اڑتی پھرتی ہے۔ کاش ابوبکرؓ بھی تیری ہی مانند ہوتا

جب کوئی شخص خلیفہ ابوبکرؓ کی تعریف کرتا تو آپ فرمایا کرتے۔ الٰہی میں اپنے آپ کو جانتا ہوں مگر تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے۔ پس خدایا مجھے ویسا ہی کردے جیسا لوگ مجھے سمجھتے ہیں! اور لوگ میرے جو گناہ نہیں جانتے انھیں معاف کردے۔ نیز لوگوں کے حسنِ ظن کا مواخذہ مجھ سے نہ کر۔

مجاہد کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تو خوف خداوندی سے لکڑی کی مانند ہوجایا کرتے تھے۔

آپ نے ایک بار فرمایا کہ کاش میں درخت ہوتا کہ مجھے کاٹ ڈالا جاتا اور جانور مجھے کھا جاتے۔ یا گھاس پات ہوتا کہ چرندے چر جاتے۔

فاطمہ۔ منکسر المزاجی کی حد ہوگئی۔ حالانکہ وہ افضل ترین انسان تھے!

استانی۔ ضمرہ بن حبیب کی روایت ہے کہ حضرت صدیقؓ کے ایک فرزند اپنے انتقال کے وقت اپنی مسند کی طرف بار بار دیکھتے تھے۔ خلیفہ کو اس کی خبر ہوئی تو مسند اٹھوا کر دیکھی اس کے نیچے سے پانچ دینار نکلے۔ صدیق اکبرؓ ہاتھ پہ ہاتھ مار کر بولے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ تمھارا دشمن تمھارے ساتھ رہے۔

کنیز فاطمہ۔ واہ! مال و دولت سے کس قدر نفرت کرتے اور دنیا سے بھاگتے تھے۔

رقیہ۔ ایسے ہی انسان تو اپنا مال و دولت خدا کی راہ میں قربان

کر سکتے ہیں!

کنیز فاطمہ۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے متعلق جو کچھ فرمایا اس سے ان کی فضیلت ثابت ہے۔ لیکن کیا رسولِ مقبول کا کوئی زیادہ قریبی رشتہ دار صدیقؓ سے زیادہ خلافت کا مستحق نہ تھا؟

استانی۔ خلافت میں رشتہ داری یا وراثت کا لحاظ نہیں۔ نبی بھی وراثتاً نبوت نہیں پاتا بلکہ خدائے تعالیٰ یہ دولت اپنے خاص کرم سے ایسے انسان کو عطا کرتا ہے جسے اس کا اہل پاتا ہے۔ چنانچہ رسولِ مقبول نے فرمایا ہے کہ، "ہم (نبی) نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں۔ نہ ہمارا ہی کوئی وارث ہوتا ہے۔ اس لیے ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے یعنی عام مسلمانوں کے واسطے ترکہ! نہ رسول کریمؐ کے والد عبداللہ نبی تھے اور نہ دادا عبدالمطلب نبی۔ اگر حضور پر نبوّت کا سلسلہ ختم نہ ہو گیا ہوتا تو بھی یہ لازمی نہ تھا کہ آپ کے بعد آپ کا بیٹا (اگر کوئی زندہ ہوتا) نبی بنتا لیکن خدائی فیصلہ یہ ہو چکا تھا کہ،

"محمد صلعم کسی مرد کے باپ نہیں ہوں گے۔ بلکہ آپ ہی پر نبوّت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔"

پس اب حضورؐ کے کوئی فرزند نہیں تو کوئی جانشینی کا دعویدار بھی نہیں۔

رقیہ۔ اور عزیز قریب؟

استانی۔ قرابت کی بات یہ ہے کہ جب بیٹا ہی نبیؐ کا جانشین نہیں ہو سکتا تو پھر نبیؐ کا جانشین اس کے کسی قریبی رشتہ دار کا ہونا بھی

لازمی نہیں۔ کیونکہ بیٹے سے زیادہ قریبی رشتہ دار اور کون ہے
پھر جب نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو حسب قاعدہ و اصول یہ امر ضروری
نہیں رہا کہ نبیؐ کا جانشین کوئی قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ پس جانشینی
کا مستحق صرف وہی شخص تھا جس کی بابت خود نبی کریمؐ نے اپنی حیات
میں اسے امام بنا کر اس بات کا گویا اشارہ کر دیا اور پھر عام
مسلمانوں نے محض قابلیت کا لحاظ کر کے اسے انتخاب کیا۔ پس اس
کے سب سے زیادہ مستحق حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی تھے۔ چنانچہ انھیں
کو خلیفہ بنایا گیا۔ اور یہ رسولؐ اللہ کی مرضی اور منشائے خداوند
تعالیٰ کے ماتحت ہوا۔ کیونکہ کمزور انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ
خدائے قہار سے بغاوت کرے۔ اگر رسولؐ اللہ اپنی قرابت کا لحاظ
کرتے تو پھر اپنے چچا حضرت عباسؓ یا اپنے عم زاد بھائی یا داماد
حضرت علیؑ کو امام بناتے اور اگر ایسا ہوتا تو آپ کے وصال کے
بعد مسلمان بھی بے تامل اسی بزرگ کو خلیفہ بنا لیتے جسے رسولؐ نے امامت
کے واسطے انتخاب کیا تھا۔ لیکن نبیؐ اللہ نے اپنے اقربا کو نظر انداز
کر کے حضرت ابوبکرؓ کو اس کا زیادہ اہل سمجھا اس لیے انھیں امام
بنایا اور پھر مسلمانوں نے بھی انھیں ہی خلیفہ انتخاب کیا اور یہ سب کچھ
منشائے خداوندی کے ماتحت ہوا۔ کیونکہ رضائے خداوندی کے
خلاف نہ کچھ رسولؐ کر سکتے تھے اور نہ مسلمان!

صفیہ۔ جو کچھ آپ نے فرمایا اس سے حضرت صدیقؓ کی فضیلت ثابت ہے۔

استانی - ہاں نبیؐ اللہ نے فرمایا کہ کبھی آفتاب کسی ایسے شخص پر (سوائے انبیاء کے) نہ طلوع ہوا اور نہ غروب جو ابوبکرؓ سے افضل ہو۔

ایک بار حضورؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں۔

ایک بار محمد بن علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا کہ نبیؐ اللہ کے بعد کون افضل ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ پس نبیؐ اور علیؓ نے فیصلہ کر دیا کہ سب سے زیادہ خلافت کے مستحق حضرت ابوبکرؓ ہی ہیں۔ کیونکہ وہی افضل ہیں۔

تفسیر حسن عسکری میں تحریر ہے کہ نبیؐ اللہ نے شب ہجرت حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا۔ (اے ابوبکرؓ) خدائے تعالےٰ نے تجھے گویا میری سماعت اور بصارت گردانا اور مجھے تیرے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو جسم اور روح کو بدن کے ساتھ ہے۔

دیکھو۔ بچیو! ان تمام باتوں سے بھی حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے!

سکینہ - بے شک!

رقیہ - لیکن استانی جی یہ کیا بات ہے کہ حضرت صدیقؓ نے خلیفہ بن جانے کے بعد حضرت بی بی فاطمہؓ کو نبی اللہ کا ترکہ نہیں دیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ کیا باغ فدک کی مالک وہی نہ تھیں!

استانی - رقیہ شاید تمھیں یاد نہیں رہا۔ میں تو پہلے ہی بتا چکی

کہ نبیوں کے ترکہ کے وارث عام لوگوں کی مانند ان کے رشتہ دار نہیں ہوتے بلکہ عام اُمّت ہوتی ہے اور ان کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے! باغ فدک حضرت رسولِ کریم کو بطور مال نفے (بے جہاد و جنگ) خیبر میں ملا تھا۔ حضور اس کی آمدنی قرآن کریم کے حکم کے ماتحت۔ قریبوں۔ یتیموں مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرتے رہے۔ پھر جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے بھی رسولؐ کی پیروی کی۔ یعنی باغ فدک کی آمدنی ساکین اور یتامی وغیرہ پر صرف کی۔ ان کے بعد باقی خلفاء حضرات عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ کے زمانوں میں بھی یہی قاعدہ جاری رہا۔ حضرت حسنؓ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا اور کسی زمانہ میں اس پر کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ کیا قرآن کریم کے اصول کے مطابق بالکل صحیح کیا۔ خدا ے تعالیٰ کی رضاجوئی کے واسطے کیا۔

سب۔ بے شک! بے شک!

استانی۔ پھر اگر نبی اللہ کا ترکہ اور باغ فدک۔ وراثت کے عام قاعدے کے مطابق ان کے قرابت داروں کو پہنچتا تو پھر اس میں بی بی فاطمہؓ کے علاوہ آٹھویں حصہ کی مستحق حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ خطاب اور دیگر ازواج مطہرات نبی اللہ بھی ہوتیں النصف سیدۃ الزہرا کو اور باقی آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ کو

ملتا۔ لیکن یہ ثابت ہے کہ ان میں سے کسی بزرگ نے مطالبہ نہیں کیا کیونکہ وہ سب قرآن کریم پڑھتے اور سمجھتے تھے اور رسولِ اللہ کی حدیث انھیں یاد تھی پس وہ خاموش رہے اور جو کچھ ہوا انھوں نے اسی درست اور حسب انصاف سمجھا اور یہ صحیح تھا۔ اگر یہ مان لیں کہ اوّل کے تینوں خلفاء نے انصاف درست نہیں کیا تو حضرت علیؓ اپنی خلافت کے زمانے میں اس غلطی کی اصلاح کر سکتے تھے۔ مگر ایسا نہیں ہوا اس لیے ابوبکر صدیقؓ نے جو کچھ کیا صحیح کیا۔ اسی واسطے حضرت امام حسینؓ نے بھی اس قاعدے میں تبدیلی نہیں کی۔ چنانچہ وہ بھی باغ فدک کی آمدنی سے یتیموں اور مسکینوں وغیرہ ہی کی خدمت کرتے رہے۔

فاطمہ سبحان اللہ! انصاف اور خدا ترسی اسی کا نام ہے!

استانی سنو! متعصب عیسائی تک یہ مانتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ گویا ایک زبردست بادشاہ تھے اور ان سے بازپرس کرنے والا کوئی نہ تھا لیکن سب جانتے ہیں کہ وہ بالکل سادہ زندگی بسر کرتے اور بیت المال سے اپنے گزارے کے واسطے صرف سوا روپیہ روزانہ لیتے تھے۔ اس کے باوجود انھوں نے ارتداد کا فتنہ مٹایا۔ عراق و شام فتح کیے۔ نہ کسی کو فریب دیا نہ کسی سے فریب کھایا پس جس انسان نے حق کی خاطر خود زیادہ نہیں لیا وہ کسی کا حق کیسے مار سکتا تھا اور نہ حق سے زیادہ کسی کو کچھ دے سکتا تھا اس کا

نتیجہ یہ نکلا کہ انھوں نے خدانخواستہ حضرت فاطمہؓ کا حق غصب نہیں کیا

زینب۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت علیؓ۔ ابو بکر صدیقؓ کی بیعت پر اسطرح مجبور کیے گئے کہ ان کے گلے میں رسی ڈالی گئی اور حضرت عمرؓ اور خالدؓ انھیں (حضرت علیؓ کو) کھینچ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس لے آئے۔ اور اس سے پہلے بی بی فاطمہؓ پر یہ غضب توڑا کہ گھر کا دروازہ اکھاڑ کر ان پر دے مارا جس کے صدمے سے وہ زخمی بھی ہوئیں اور ان کے پیٹ کا بچہ (محسن) بھی مر گیا۔ حضرت علیؓ دوڑے ہوئے آئے، تو فاطمہ کو نیچے سے نکالا۔

استانی۔ توبہ۔ توبہ! خدا کی پناہ۔ یہ سب کچھ بالکل جھوٹ اور بہتان ہے۔ نہ تو تاریخ سے ثابت ہے اور نہ عقل ہی ایسی باتیں مانتی ہے۔ صحیح بات یہی ہے جیسا کہ صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے رضا و رغبت کے ساتھ خلافت صدیقی کی تائید کی اور ابو بکرؓ یا عمرؓ نے بی بی فاطمہؓ کی شان میں ہرگز گستاخی نہیں کی۔ بھلا جو لوگ فاطمہؓ کے والد پر جی جان صدقہ کرتے تھے وہ ان سے ایسا سلوک کر سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ تھوڑی سی عقل رکھنے والا آدمی بھی اس بات کو نہیں مان سکتا اور اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے، کہ ابو بکرؓ نے (معاذ اللہ) ایسی ناشائستہ حرکت کی تو کیا حضرت علیؓ شیر خدا۔ ان کے شوہر، ان کے فرزند۔ حضرات حسنینؓ اور ان کا خاندان قبیلہ۔ ایسی گستاخی گوارا کر سکتے تھے؟ کیا ان کی شجاعت وغیرت جوش میں نہ آتی

کیا خون کی ندیاں نہ بہ جاتیں۔ امام حسین اپنے قلیل مددگاروں کے باوجود حق کے واسطے یزید کی قوت کے مقابل ہوئے تھے اور اس سے اور اس کی کثیر فوجوں سے نہ دبے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ پس کیا اپنی والدہ ماجدہ کی گستاخی دیکھ کر وہ خاموش رہ سکتے تھے؟

لڑکیاں ۔ ہرگز نہیں۔

استانی ۔ پس یہ باتیں بالکل جھوٹ اور بزرگوں پر بہتان ہے خود حضرت علیؓ۔ ان کے خاندان اور نبیؐ کی توہین ہیں۔ لڑکیو دعا کرو کہ خدائے تعالےٰ ان خیالات کے لوگوں کو ہدایت دے اور ان کے حال پر رحم کرے۔

سب ۔ آمین!

سکینہ ۔ اور وہ قضیۂ قرطاس کا کیا معاملہ ہے؟

استانی ۔ قرطاس ۔ عربی زبان میں کاغذ کو کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل بھی سن لو۔ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے بیماری کے زمانہ میں فرمایا کہ تم اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ میں تحریر کرا دوں۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اور لوگ اور آرزو نہ کرنے لگیں اور کوئی اور کہہ دے کہ سب سے اچھا تو میں ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ اور سب مسلمان تو ابوبکرؓ کے سوا اور کا انکار ضرور ہی کر دیں گے۔" عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ کاغذ قلم مانگنے پر جب آنحضرتؐ نے دیکھا کہ لوگوں کو شک پڑ گیا ہے تو

آپ سمجھ گئے کہ اس تحریر سے شبہ دور نہیں ہوگا! پس اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ حضورؐ کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس پر قائم کر دے گا جو میں نے ارادہ کیا ہے! چنانچہ آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ اور سب مسلمان ابوبکرؓ کے سوا سب کا انکار کر دیں گے!

رقیہ۔ مگر بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے کاغذ و قلم حضرت علیؓ کی خلافت لکھانے کے واسطے منگایا تھا مگر حضرت عمرؓ نے روک دیا!

استانی۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ توبہ کرو لڑکیو! توبہ کرو! سوچو کہ اگر رسول اللہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے اور خدا کی مرضی بھی یہی ہوتی تو کیا حضرت عمرؓ یا کوئی مسلمان مخالفت کر سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کی تائید ویسی ہی کی جاتی جیسی خلافت صدیقؓ کی ہوئی۔ پس خدا اور رسولؐ کو اس وقت یہ منظور نہ تھا کہ حضرت علیؓ خلیفہ بنیں۔ بلکہ حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ بنانے میں مصلحت اور بہتری تھی پس انھیں کو خلیفہ بنایا گیا اور واقعات نے بتا دیا کہ یہ بالکل درست انتخاب تھا

اب اس پہلو سے بھی سوچو کہ جب حضرت علیؓ کی خلافت کے واسطے نبیؐ اللہ نے کاغذ طلب کیا تھا۔ تو خود حضرت علیؓ کاغذ لے کر کیوں نہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ مگر ایسا نہیں ہوا یعنی حضرت علیؓ کاغذ اور قلم دوات لے کر رسول اللہ کی خدمت میں نہیں گئے اس سے ثابت ہوا کہ یہ بیان غلط اور بہتان ہے کہ رسولؐ خدا حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ بیٹیو! جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ گویا یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت

ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ نے جو کچھ کیا وہ خدا اور رسولؐ کے احکام اور مرضی کے خلاف کیا۔ حالانکہ ان کی نہ اتنی مجال تھی اور نہ ان میں اسقدر طاقت! خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت اور توبہ کی توفیق دے!

سب۔ آمین!

رقیہ۔ مگر کیا یہ سچ نہیں کہ رسول اللہ نے بمقام خم غدیر حضرت علیؓ کے حق میں فرمایا کہ "جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں" اور یہ کہہ کر انھیں اپنا جانشین مقرر کیا اور ایک لاکھ چوالیس ہزار مسلمانوں سے بیعت خلافت لی۔

استانی۔ واقعہ کچھ اور ہے مگر بعض لوگوں نے اس کا مطلب کچھ اور سمجھ لیا۔ سنو! میں تمھیں اصلیت بتاتی ہوں۔ جب رسولؐ مقبول نے آخری حج کرکے مدینہ کو کوچ کیا تو بمقام خم غدیر قیام فرمایا۔ اس وقت حضرت بریدہ اسلمی نے رسولؐ اللہ سے حضرت علیؑ کی کچھ شکایت کی جو یمنی مال غنیمت کے متعلق تھی۔ مگر غلط فہمی پر اُن کی بنیاد تھی جسے دور کرنے کے واسطے رسولؐ اللہ نے ایک فصیح خطبہ پڑھا جس میں اہل بیت کی شان کا اظہار فرمایا اور حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولا (دوست) ہوں علیؑ بھی اسی کے مولا ہیں۔ اس سے غلط فہمی دور ہو گئی۔ جس پہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کو مبارک باد دی۔ حضرت بریدہ کا دل بھی صاف ہو گیا۔ بس صرف یہ واقعہ ہے جس سے بعض لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ مگر یہ کہہ کر نہ صرف

حضرت ابوبکرؓ اور تمام مسلمانوں پر رسولؐ اللہ کی نافرمانی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ بلکہ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ اس کے باوجود کہ انھیں رسول نے خلیفہ بنایا تھا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر رضامند ہو گئے بلکہ دب گئے۔ ایک شخص نے ان کا حق مار لیا اور یہ جان کر بھی وہ اور تمام مسلمان خاموش رہے۔ حالانکہ حضرت علیؑ مردِ شجاع تھے اور حق کے واسطے جان کی پروانہ کرنے والے! پس ایسی باتیں صحیح سمجھنا خود حضرت علیؓ کی توہین اور ہتک کرنا ہے۔ خدائے تعالےٰ تمام مسلمانوں کو ایسے گناہ سے بچائے۔

پس پیاری بیٹیو۔ تمام واقعات سے ثابت ہو گیا کہ خلافت نبوی کے مستحق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی تھے۔ کیونکہ وہ رسولؐ اللہ کے بعد تمام انسانوں سے زیادہ افضل تھے!

لڑکیو! اب دعا کرو کہ خدائے تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو کتاب اللہ وسنت رسولؐ کریم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دیگر خلفاءِ راشدینؓ کے احکام اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

سب ۔ آمین!

استانی ۔ آج کی مجلس ختم ہوئی۔ اب انشاءاللہ اگلے اتوار کو میں تمھیں خلیفہ دوم کے حالاتِ زندگی سے آگاہ کروں گی اور وہ حالات اور بھی زیادہ شاندار ہیں۔

تمام شد

سوانح نبی کریم

[illegible]

ملنے کا پتہ

[illegible]